إنّ من الشعر لحكمة

شعر و حکمت

نیر واسطی

...شرز۔ کشمیری بازار۔ لاہور (پاکستان)

2322

Marfat.com

Marfat.com

06-1-9

إن من الشعر لحكمة

شعر و حکمة

نیر واسطی

Marfat.com

جُملہ حقوق محفوظ ہیں

60448

بار دوم ——————— ۲۰۰۰

آفسٹ ایڈیشن

قیمت ——————— ۵ روپے

طابع ——————— ملک سراجُ الدّین

مطبُوعہ ——————— علمی پرنٹنگ پریس لاہور

مقام اشاعت ——— ملک سراجُ الدّین اینڈ سنز

کشمیری بازار لاہور (۸)

Marfat.com

ذخیرہ

فہرست

حکایتِ جنوں (مقدمہ)	۵

محرابِ حرم

نسیمِ حجاز	۴۳
ساقیٔ کوثر کے حضور میں	۴۴
طلائی جلوہ گاہ	۴۷
غزل	۵۰
سلام	۵۱
پیامِ عید	۵۲
عیدِ بہار	۵۳
عیدِ اضحیٰ	۵۵
نشاطِ خودی	۵۸

یادِ رفتگاں

اختر	۶۳
بیادِ اختر شیرانی	۶۵
قسمتِ بادہ	۶۶
ایک یاد	۶۷
بزمی کے تابوت کی خبر سن کر	۶۸
بزمی مرحوم کی تربت دیکھ کر	۶۹
مولانا ظفر علی خاں	۷۱

نیرِ نیمکش

خطاب بہ ساقی	۷۵
افسانہ	۷۶
کیفِ انتظار	۷۸
ایک یاد (بیادِ یک جلوۂ فرنگ)	۷۹
ایک یاد (سیف الملوک کی جھیل پر)	۸۰
کاغان کے نظارے	۸۱
مری	۸۲
دیارِ سلمیٰ	۸۷
بارِ دگر	۸۸
دعوتِ شوق	۸۹
صبحِ بہار	۹۰
صبحِ بنارس	۹۱
معرکۂ حسن و عشق	۹۲
پیامِ حیات	۹۵
مغمومِ شباب	۹۷
سحرِ موسیقی	۹۹

اشارات

پیغامِ سروش	۱۰۳
نغمۂ بہار	۱۰۴
شرحِ اشارات	۱۰۵
ہائے کراچی	۱۰۸
اشاریہ	۱۱۱
بہارِ استقلال	۱۱۲
عیدِ بہار	۱۱۳
حسین بی بی	۱۱۵

Marfat.com

حکایتِ لذیذ

بُتانِ ہند کے نام ۱۱۹
پیامِ شاعرِ پاکستان ۱۲۰
بحضرۃ شیخ الرئیس بر علی سینا ۱۲۱
غزل بعد از معذرت از روحِ حافظؒ ۱۲۲
جوابِ نامہ ۱۲۳
ذکرِ معروفؒ ۱۲۴
آستانہ حسینؓ پر ۱۲۵
بتانِ لبنان ۱۲۶
شامِ دمشق ۱۲۷
نذرِ عقیدت (مولانا محمد علی جوہرؒ کے حضور میں) ۱۲۸
نذر، شہزادی مارگریٹ کے حضور میں ۱۳۰
ایک حادثہ ۱۳۴
بہ پیشِ گاہِ گونہ بزرگ ۱۳۵
وادیٔ نیل ۱۳۶

شہرِ غزل

حیراں ہے آنکھ چشمِ عنایت کو کیا ہوا ۱۳۹
میں ان حسین نظاروں کے پاس آ نہ سکا ۱۴۰
بہارِ صبح نے گل کو رلا کے چھوڑ دیا ۱۴۱
حسرتِ پیہم سے دل تنگ آ گیا ۱۴۲
باوہ تیری آنکھ کی کرامات ۱۴۳
دل و نظر کے لئے لطفِ ناگہاں بن کر ۱۴۴
کس کی محفل سے لئے کیفِ نظر جاتا ہوں ۱۴۵
میرا سرِ نیاز کہاں تیرا در کہاں ۱۴۶
شبِ سرشک کی آگ یادگار بھی تو نہیں ۱۴۷
رہی فطرت کو اک گل پیرہن کی آرزو برسوں ۱۴۹
تڑپ کر خاک پر جب کروٹیں بسمل بدلتے ہیں ۱۵۰
مجھ کو مسافرت کے مصائب کا غم نہیں ۱۵۱
وا حسرتا کہ آہ و فغاں میں اثر نہیں ۱۵۲
جب نقابِ رخِ زیبا وہ اٹھا دیتے ہیں ۱۵۲
سوادِ زلف پریشاں ہے دیکھئے کیا ہو ۱۵۴
ہو چکی رسوائے عالم چاک دامانی مری ۱۵۶
پھر ہجر و فراق کی گھڑی ۱۵۷
سوئے رات کو روتے روتے ۱۵۸
پھر وہی ہم وہی تنہائی ہے ۱۵۹
جہاں تیرہ کی تاریکیاں مٹا کے چلے ۱۶۰
تھکے نہ اہلِ طلب عرضِ مدعا کرتے ۱۶۱
بہارِ باغ رخصت ہو رہی ہے ۱۶۲
آنکھوں میں سمائے جاتے ہیں نیندوں پہ چھائے جاتے ہیں ۱۶۳
ادائے خاص سے دیکھا عطائے جام سے پہلے ۱۶۴
پھر چشمِ فلک سوئے گلستاں تو نہیں ہے ۱۶۵
شہر از میر دیکھتا ہوں میں ۱۶۶

مئے باقی

گنبدِ خضرا کے سایہ میں ۱۷۱
نفیرِ عشق ۱۷۲ نالۂ دل ۱۷۳
نغمۂ عشق ۱۷۴ یادِ وطن ۱۷۵
ایک عرب مجاہد کی تصویر دیکھ کر ۱۷۶
علی مسجد میں چند قبائلیوں کو دیکھ کر ۱۷۷
شیراز ۱۷۸
ساقیٔ کوثر سے فریاد ۱۷۹
چشمہ اور سمندر ۱۸۰
مرگِ آرزو ۱۸۲
کاکسٹن بازار ۱۸۴
جوابِ مکتوب ۱۸۵ خیر مقدم ۱۸۷
اخبارات کے تبصرے ۱۹۶

Marfat.com

حکیم نیّر واسطی (ستارہ خدمت)

Marfat.com

Marfat.com

حکایتِ جنوں

(۱)

جہاں تک "شعر و حکمہ" کے مندرجات کا تعلق ہے ان کے حسن و قبح کی بحث سے مجھے سروکار نہیں۔ یہ کام نقاد یا آنے والے دور کا مؤرخ کرے گا وہ اگر پسند کرے گا تو ان اشعار کو تاریخ ادب اردو میں جگہ دے گا اور اگر چاہے گا تو ان کی یاد کو بنرہ بیگانہ کی طرح ہمیشہ کے لئے صفحۂ ہستی سے مٹا دے گا۔

میری زندگی ایک بہت معمولی اور حقیر انسان کی زندگی ہے اور آج تک اس میں کوئی ایسی بات پیدا نہ ہو سکی جس کی داستان سننے کے لئے دوسروں کا وقت ضائع کیا جائے لیکن مجھے آپ کو یہ داستان اس لئے سنانا پڑے گی کہ اس "مجموعہ" کا ہر شعر اس داستان کا ایک تشریح طلب حصہ ہے۔

میری زندگی حوادث و سوانح کا مجموعہ بنی رہی ہے اور اس کتاب کا ہر شعر زندگی کے کسی نہ کسی حادثہ سے وابستہ ہے۔ جب بھی کوئی حادثہ یا سانحہ پیش آیا شعر کی صورت میں مجسم ہو گیا اور زندگی منظوم صورت میں اسی طرح مرتب ہوتی چلی گئی۔

پھر قطع نظر اس کے جہاں تک نفسِ مصائب و آلام کا تعلق ہے۔ یہ ایسی نئی چیزیں نہیں جو سب کی زندگی میں کم و بیش یکساں طور پر نہ پائی جاتی ہوں ؎

کہانی میری رودادِ جہاں معلوم ہوتی ہے
جو سنتا ہے اُسی کی داستاں معلوم ہوتی ہے

اور انسانیت کی تاریخ شاہد ہے کہ اگرچہ بالعموم عام انسانوں کی طرح مصائب و نوائب کی صورتیں مختلف نظر آتی ہیں لیکن نوعیت ان سب کی ایک ہی رہتی ہے۔ ابو العلاء المعری نے کیا خوب کہا ہے ؎

Marfat.com

وَكَانَتْ مَا هٰذَا الزَّمَانِ قَصِيدَةً
مَا اضْطَرَّ شَاعِرُهَا اِلٰی اِیطَائِهَا

پس ہوسکتا ہے کہ حالاتِ زندگی کی یہی یکرنگی یا ہمرنگی آپ کو ان کے مطالعہ کے لئے آمادہ کرسکے۔ علاوہ ازیں یہ زندگی اپنی جگہ بے حد حقیر سہی لیکن اسے ماضی میں شعر وادب کی چند ایسی عظیم ہستیوں سے نسبتِ خاص رہی ہے جو اپنے دور کے بلند پایہ شاعر اور ادیب ہی نہ تھے بلکہ شاعری اور علم وادب کے ایک نئے دور کے بانی بھی تھے ؎

گرچہ از نیکاں نیم خود را بہ نیکاں بستہ ام
در ریاضِ آفرینش رشتۂ گلدستہ ام

اور ہوسکتا ہے کہ یہی "نسبتِ بزرگ" آپ کے لئے وجہِ جاذبیت بن سکے۔

(۲)

بہرکیف میری یا "شعر وحکمت" کے اشعار کی مختصر داستان یوں ہے:۔

میں ۱۹۰۱ء میں یوپی کے ایک قصبہ نہٹور ضلع بجنور میں واسطی سادات کے خاندان میں پیدا ہوا۔ والد مرحوم سید مظفر حسین جو نگینہ ضلع بجنور میں وکالت کرتے تھے۔ بڑے پاکباز صوفی اور باخدا درویش اور بزرگ تھے۔ ہوش سنبھالا تو ان کی محافلِ حال وقال میں تصوف وعرفان کے ان نغموں سے کان آشنا ہوئے ؎

حسن جب مقتل کی جانب تیغِ براں لے چلا
عشق اپنے مجرموں کو پا بجولاں لے چلا
بے مروت ناوک افگن آفریں صد آفریں
دل کا دل زخمی کیا پیکاں کا پیکاں لے چلا

دل اس وقت تک "لذتِ پیکاں" سے آشنا نہ تھا کہ نو سال کی عمر میں والد مرحوم کے سایۂ تربیت سے محروم ہوگیا اور اس کے بعد بے درد زمانے نے رفتہ رفتہ وہ تمام سامان فراہم کردیئے جو ایک ستم رسیدہ اور غم نصیب شاعر کی شاعری کے لئے خشتِ اوّل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ چچا مرحوم نے اب بھتیجے کو قصبے کے ایک اسلامی مدرسے

Marfat.com

یں داخل کرا دیا۔ جہاں فارسی کی تعلیم حسب دستور "آمد نامہ" اور "حمد باری" سے شروع ہوئی اور گلستاں بوستاں کی منزلیں طے کرتی ہوئی سکندر نامہ اور شاہنامہ تک پہنچی۔ اور اسی طرح عربی کی تعلیم میزان و منشعب سے شروع ہو کر علوم متداولہ تک جاری رہی۔

فارسی کا ابتدائی درس مولانا انیاز حسین مرحوم اور عربی کا ابتدائی درس مولانا حامد حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے لیا۔ علوم شرقیہ کے اس ابتدائی درس و مطالعہ اور ان بزرگوں کے فیضِ تربیت کا یہ اثر تھا کہ انہی دنوں میں جب کہ عمر ابھی دس بارہ سال کی تھی شعر گوئی سے یک گونہ وابستگی پیدا ہو گئی تھی۔

پھر اسی زمانے میں قصبے کے ایک مشہور شاعر جناب سید نقی حیدر صاحب کی زیارت کا موقع میسر آیا جو صاحب دیوان بھی تھے انہیں اپنے اشعار دکھانا شروع کر دیئے۔ یہ اشعار بالعموم ہندی اور فارسی الفاظ کی غلط تراکیب اور بے سروپا اضافات سے مملو ہوتے تھے۔ غزلیں جو اس وقت کہتا۔ ان میں زیادہ تر میر۔ امیر۔ داغ اور ذوق کے خیالات و افکار کی ترجمانی اور زلف۔ ابرو۔ خال وغیرہ کا تذکرہ ہوتا تھا۔ حالانکہ اس وقت دل کو صحیح طور پر نہ دام گیسو کا پتہ تھا اور نہ دانۂ خال کا۔ تا آنکہ آہستہ آہستہ عمر کے ساتھ ساتھ ان لفظوں کے صحیح معنیٰ سمجھ میں آنے لگے۔

ابتدا میں غزلوں سے زیادہ نعتوں کی طرف طبیعت مائل تھی۔ جنہیں میں داد دینے والوں کی داد کے صلے میں زیادہ لکھتا اور قصبے کی محافلِ نعت میں جھوم جھوم کر پڑھا کرتا تھا۔ عوام پسند نعتوں کے سلسلے میں اس وقت حضرت اکبر وارثی میرٹھی کے نام کی دھوم مچی ہوئی تھی۔ ان سے خط و کتابت کے ذریعہ اصلاح لینا شروع کر دی۔ اس وقت کی ایک نعت کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیے ؎

جہاں میں رحمۃ اللعالمیں شانِ محمدؐ ہے
زمانے میں رواں دریائے فیضانِ محمدؐ ہے
بہارِ سیرِ محبوبی ہے سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی
فَاَوْحٰی بوئے گلہائے شبستانِ محمدؐ ہے

Marfat.com

سکندر اور سلیماں ہیں محمدؐ کے غلام اب بھی
کہ بالاتر جہاں ہیں شوکت و شانِ محمدؐ ہے
خدا کی حکمرانی کے عجب انداز ہیں تب تو
رواں کونین میں ہر سمت فرمانِ محمدؐ ہے

چونکہ ان دنوں فارسی کا مطالعہ تازہ تھا اور سعدیؒ اور حافظؒ سے جو دلی وابستگی پیدا ہو گئی تھی اس کا اثر یہ تھا کہ انہی دنوں فارسی زبان میں بھی ایک غزل کہہ ڈالی ؎

جلوہ آرا شد بہ بالیں مہرِ عالمتابِ من
بختِ من بیدار گشتہ از فسونِ خوابِ من
فتنہ آرائے قیامت شوخیٔ رفتارِ تو
جلوہ پیرائے جہاں خونِ دلِ بیتابِ من
سوئے میخانہ بیا اے زاہد کوثر فروش
ورد مخموری نمی دارد شرابِ نابِ من
ساقیٔ سرمست ندیدہ آتشِ سیال کرد
خرقۂ و سجادۂ من منبر و محرابِ من
نیر از کیفِ نگاہِ مستِ او شد فیض یاب
نغمۂ من شعرِ من جامِ شرابِ نابِ من

(۳)

شعر گوئی کا سلسلہ اسی طرح جاری تھا کہ اچانک ترکوں پر کوہِ ستم ٹوٹا اور علی برادران نے جو پہلے خدمتِ کعبہ کا پرچم اٹھائے ہوئے تھے خلافت کمیٹی کا علم بلند کر دیا۔ انہی دنوں خلافت کی تحریک کے سلسلے میں نہٹور میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ اور مجھے میرے دوستوں نے ایک دعائیہ نظم پڑھنے کے لئے اسٹیج پر کھڑا کر دیا جو اسی وقت دوستوں کی فرمائش پر لکھی گئی تھی۔ نظم درج ذیل ہے :۔

Marfat.com

اَے خداوندِ ازل۔ اے مَلِکِ روزِ جزا
جلوۂ کون و مکاں، روشنیٔ ارض و سما
نارِ نمرود کو گلزار بنایا تو نے
کشتیٔ نوحؑ کو طوفاں سے بچایا تو نے
تو نے مکّے کے ضعیفوں کو توانائی دی
فقر کو شانِ شہنشاہی و دارائی دی
خونِ مظلوم کو پھر اس کا صلہ دے یارب
سرخرو دشتِ سمرنا کو بنا دے یارب
دمِ فریاد ہے دادِ دلِ ناشاد کو آ
اُمّتِ احمدِ مختار کی امداد کو آ
ناتوانوں کو نہ مانے میں توانا کر دے
بول دیں شہرِ لولاک کا بالا کر دے

یہ نظم اُس وقت کی کچھ ایسی راگنی تھی کہ اہلِ جلسہ نے جس میں قصبے کے تمام چھوٹے بڑے لوگوں کا جمِ غفیر ایک جگہ اکٹھا ہو گیا تھا۔ جی بھر کے داد دی اور بابائے خلافت نے بھی کھڑے ہو کر پیٹھ ٹھونکی۔ اس کے بعد نتیجہ یہ ہوا کہ اب ہر ایک کی نگاہ میں سچ مچ شاعر سمجھا جانے لگا حتیٰ کہ میرے مخالف ساتھیوں کو بھی جو اس سے پہلے مجھے محض تُک بند سمجھتے تھے میرے متعلق اب یہی رائے قائم کرنا پڑی۔

قصبہ یا قصبہ کے گرد و نواح میں اب جہاں کہیں کانگریس یا خلافت کمیٹی کا جلسہ ہوتا مجھے بالعموم نظم پڑھنے کے لئے طلب کیا جاتا۔ لوگ داد دیتے اور اگرچہ یہ داد میری تعلیم پر بیداد کرتی رہی تاہم مجھے باقاعدہ شاعر ضرور بناتی چلی گئی۔ حتیٰ کہ رفتہ رفتہ ترکوں پر اتحادیوں اور ہندوستان پر انگریزوں کے مظالم کے سلسلے میں "ترانۂ خلافت" کے نام سے نظموں کا ایک اچھا خاصا مجموعہ مرتب ہو گیا جو دھام پور ضلع بجنور میں چھپا اور بحقِ سرکار ضبط ہو گیا کہ ع

Marfat.com

آتشے بود دریں خانہ کہ کاشانہ بسوخت

انہیں دنوں خلافت کمیٹی کے ایک اور جلسے میں ایک نظم پڑھی جس کے چند اشعار یہ ہیں ؎

آج خالدؓ نہیں، بوذرؓ نہیں، سلمانؓ نہیں،
یوں مسلمان تو لاکھوں ہیں، مسلمان نہیں!
آج بھی دشت میں اونٹوں کی قطاریں ہیں رواں
جس سے رقصاں تھے بیاباں وہ حدی خوان نہیں
دورِ مینا نہ رہا، محفلِ ساقی نہ رہی
اب وہ میخوار نہیں، اب وہ خمستان نہیں

ان دنوں ملک کے تمام مسلم روزناموں کے پہلے صفحات بالعموم قومی نظموں سے بھرے ہوتے تھے اور قومی شاعروں کا ایک وسیع حلقہ قائم ہو چکا تھا جن کی نظمیں اُس دور کے ایک خاص طرزِ انداز کی حامل ہوتیں اور اخبارات میں شائع ہوا کرتی تھیں۔ اسی قبیل کی میری ایک نظم یوں تھی ؎

دل کو دردِ عشق سے ذوقِ آشنا ہونے تو دے
دردِ دل ہونے تو دے، دل کی دوا ہونے تو دے
دل کی دنیا گلستانِ جاوداں بن جائے گی
تو ذرا زخمِ محبت کو ہرا ہونے تو دے
اک نہ اک دن دامنِ گلچیں میں لگ جائے گی آگ
بلبلِ خاموش کو آتش نوا ہونے تو دے
ہر قدم پر تجھ کو ڈھونڈے گی صراطِ مستقیم
دل گرفتارِ خمِ زلفِ دوتا ہونے تو دے
لائے گی تاروں کا سہرا گوندھ کر صبحِ بہار
بزم میں خورشید کو جلوہ نما ہونے تو دے

ایک اور نظم کے چند اشعار اس طرح تھے ؎

Marfat.com

صلاح الدین بن جائے گا ذرہ ذرہ مشرق کا
ذرا باطل کو حق سے برسرِ پیکار رہنے دو
ہزاروں حشر خوابیدہ ہیں مستقبل کے پہلو میں
نہ چھیڑو داستانِ فتنۂ تاتار رہنے دو
نہ بھولو سوزِ غم کی لذتوں کو خوابِ عشرت میں
ارے او سونے والو! روح کو بیدار رہنے دو

مولانا مظہرالدین مرحوم مدیر" الامان" سے جو اُن دنوں نگینہ سے" دستور" نکالتے تھے اسی سلسلے میں خصوصی نیاز مندی کا شرف حاصل ہو چکا تھا ان کے اخبار میں لارڈ ریڈنگ سابق وائسرائے ہند کے متعلق ایک نظم چھپ گئی جس کا مصرع تھا۔ ع

دو رہا ہے تجھے رانڈوں کا رنڈاپا ریڈنگ

بعد میں معلوم ہوا کہ اس اخبار کی ضمانت ضبط ہو گئی ع

ہم جس جگہ گئے وہیں ویرانیاں گئیں

یہاں خلافت اور کانگریس کی اس تحریک کے سلسلے میں جس کے ہنگاموں سے اس وقت غیر منقسم ہندوستان کا ہر گوشہ متاثر تھا۔ یہ عرض کر دینا شاید نامناسب نہ ہوگا کہ اس نے جہاں مسلمانوں میں قومی زندگی اور اس کی تنظیم کی بنیادیں استوار کیں۔ وہاں اردو شعر و ادب اور صحافت کو بھی ایک نئے مدرسۂ فکر کی حیثیت سے ایک نیا ماحول نیا اندازِ نگارش اور نیا طرزِ فکر و نظر عطا کیا۔ شعر و ادب میں ذہن کا اس ماحول سے متاثر ہونا ضروری تھا اور بقدر حوصلہ و طلب ہوا بھی، بالخصوص اس لئے کہ ان دنوں مولانا آزاد، حکیم اجمل خاں اور علی برادران سے ایک دلی نسبت پیدا ہو چکی تھی جن کی ہنگامہ خیز تقریروں اور تحریروں سے تمام ملک گونج رہا تھا۔

(۴)

تحریک ترکِ موالات اور عام سلسلۂ دار و گیر کا اثر طلباء کے اذہان پر بھی پڑنا لازمی تھا اور اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ایک حد تک کہیں کہیں ملک کا تعلیمی نظام کچھ دنوں

Marfat.com

کے لئے متزلزل سا ہوگیا تھا۔ میرا سلسلۂ تعلیم اگرچہ کلیتہً معطل تو نہیں ہوا لیکن ان تحریکات میں شمول کے بعد تعلیم کے سلسلے میں ایک طرح کا ذہنی الجھاؤ ضرور پیدا ہوگیا چنانچہ صورت اب یہ ہوگئی کہ کتابیں بغل میں دبائیں اور ہندوستان کے جس مدرسے کی شہرت سنی اسی کی طرف چل پڑے اور اب ایک دن دیوبند میں تھا تو دوسرے دن بریلی میں اور ایک قدم لکھنؤ میں تھا تو دوسرا کانپور اور رامپور میں۔

ع رہے آوارۂ صحرانوردی کو بکو برسوں

تعلیم کے لئے اس آوارہ گردی کا جو انجام ہونا چاہیئے تھا، ہوا۔ البتہ اس کا یہ ایک خوشگوار نتیجہ ضرور نکلا کہ جگہ جگہ پھر کر ملک کے ان یگانۂ روزگار اکابر علماء، فضلاء اور ادباء کی آنکھیں دیکھ آیا جن کی نظیر اب چشم فلک کبھی نہیں دیکھ سکے گی۔ بزم صحافت میں صحافی آئیں گے لیکن ابوالکلام اور ظفر علی اب پیدا نہ ہوں گے۔ علماء آئیں گے لیکن شیخ الہند کے روئے انور کی زیارت اب نصیب نہ ہوگی اور قوم کے مخلص لیڈر بھی آتے رہیں گے لیکن حسرت موہانی اور رئیس الاحرار کی مثالیں اب نہیں ملیں گی ؎

عمرہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

ہاں تو اس تعلیمی آوارہ گردی کے سلسلے میں سب سے پہلے وطن سے نکل کر ۱۹۲۰ء میں دلی آیا اور طبیہ کالج میں داخل ہوا۔ دلی اس وقت علم و فضل اور شعر و ادب کے اکابر کا مرکز بنی ہوئی تھی طب اور علوم دینیہ میں حکیم اجمل خاں اور مفتی کفایت اللہ کا نام ہر شخص کی زبان پر تھا۔ بزم عرفان و تصوف میں خواجہ حسن نظامی کا سجادہ آراستہ تھا اور شاعری میں مولانا وحید الدین بیخود اور جناب نواب سراج الدین صاحب سائل مرحوم اور ان کے تلامذہ کا طوطی بول رہا تھا اور ان ہی اساتذۂ فن میں فخر دوران درد، حضرت مولانا حکیم ناصر نذیر فراق دہلوی کا نام نامی بھی افسانۂ بزم و انجمن تھا جن کی ذات گرامی سے مجھے ارادتِ خصوصی رہی۔

ماحول اور ان بزرگوں کی نظر کیمیا اثر کی کرامت تھی کہ دلی آکر شعر کی آتشِ شوق اور زیادہ تیز ہوگئی اور دوستوں نے جب دیکھا کہ طب کا طالب علم ہونے کے ساتھ ساتھ مجھے

Marfat.com

شاعری کا مرض بھی لاحق ہے تو انہوں نے مشاعروں میں بھی کھینچنا شروع کر دیا۔

سب سے پہلے ہندو راؤ کے باڑے کے ایک مشاعرے میں لے جایا گیا جہاں شہر کے اکثر اہل فن جمع تھے۔ یہاں حسب ذیل اشعار پڑھے ؎

کس طرح دیکھے گئے آثار دہلی کیا کہوں ؟
دل کا جو ش حسرت و غم سے عجب عالم ہوا
میکشوں سے ہو گئی خالی بساطِ انجمن
کل جہاں تھے شاد یاں اب وہاں ماتم ہوا
تو لے وہ آنسو بھی بلبل کا نہ چھوڑا اے فلک
جو نمایاں برگِ گل پر صورتِ شبنم ہوا
ذرّے ذرّے سے ہوئے آثارِ حسرت آشکار
گوشے گوشے میں بپا ہنگامۂ ماتم ہوا

غالب ، ذوق اور مومن کی دلی میں ایک نووارد مسافر کی زبان سے دلی والوں کے کانوں میں جب دلی کا مرثیہ پہنچا تو محفلِ مشاعرہ مجلسِ ماتم میں بدل گئی اور ہر طرف کہرام مچ گیا۔ یہ پہلا دن تھا کہ میر دلی کے حلقہ شعراء میں متعارف ہونے لگا اور اس کے بعد میر نے جرأت کی اور گاہے گاہے اساتذۂ فن کی خدمت میں حاضر ہونا شروع کر دیا۔

ایک دن حضرت میر تقی کی مجلس میں بیٹھا تھا۔ ایک صاحب نے اصلاح کے لئے غزل پیش کی۔ میر نے بھی دیکھا دیکھی اپنی غزل سامنے رکھ دی۔ آپ نے اس کے ایک شعر میں اس طرح اصلاح فرمائی ؎

اصل۔ جنت الفردوس سمجھے ہو جسے تم زاہدو — یہ کسی حسرت زدہ کے خواب کی تعبیر ہے
اصلاح۔ جنتِ آدم سمجھ رکھا ہے زاہد نے جسے — " " فرقت زدہ

دل اب دلی کے رنگِ تغزل سے ایک حد تک آشنا ہو چلا تھا۔ بعد میں یہ پوری غزل وہاں ایک مشاعرہ میں یوں پڑھی۔ ؎

Marfat.com

باغ ہے، جوئے رواں ہے، ابر عالمگیر ہے
پھر دلِ توبہ شکن آمادۂ تقصیر ہے
آگ سینے میں لگاتی ہے پپیہے کی پکار
عشق کے دل سوز نغموں میں عجب تاثیر ہے
فصلِ گل اِس بار لائی ہے عجب دورِ جنوں
اب نیا صحرا، نیا زنداں، نئی زنجیر ہے
وہ بدلتے ہیں تو دنیا بھی بدل جاتی ہے ساتھ
ان کے ہاتھوں میں نظامِ گردشِ تقدیر ہے

اور پھر جب بارہ سال کے بعد ایک مرتبہ کشمیر میں اچھابل کے نواح میں مقیم رہ کر لاہور واپس آیا اور مرورِ ایام کے بعد ایک بار دے تڑپایا تو اس غزل کا مقطع یوں ہوا کہ ؎

ہم نے دیکھی تھی چمن میں نیّر اِک شامِ بہار
آج تک آنکھوں میں حسنِ خطۂ کشمیر ہے

دلّی کے بعد تعلیمی آوارہ گردی لکھنؤ لے گئی۔ یہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک نئی بساطِ سخن آراستہ تھی۔ لکھنؤ اس وقت سنّی اور شیعہ علماء، فضلاء، اطباء، شعرا اور صحافیوں کا ایک عظیم مرکز بنا ہوا تھا اور پرانی تہذیب اور معاشرت جس کے آثار دلّی میں تو بڑی حد تک مٹ چکے تھے، لکھنؤ میں اب بھی ایک حد تک برقرار تھے۔

شہر دیکھا، شہر کی تہذیب اور اس کے لوگ دیکھے لیکن دلّی کے چاندنی چوک کے بعد جب لکھنؤ کا چوک دیکھا تو بے اختیار یہ شعر موزوں ہو گیا ؎

اگرچہ لکھنؤ دہلی سے لاکھ بہتر ہے!
مگر وہ چوک کہاں، چوک کی بہار کہاں

یہاں یوں تو ہر شخص شاعر تھا لیکن مشاہیر شعراء میں حضرت مرزا محمد ہادی عزیز۔ بیخود موہانی اور حضرت ثاقب کا نام افسانۂ بزم و انجمن تھا اور باہر سے جو ممتاز شعراء لکھنؤ میں آکر مقیم ہو گئے تھے ان میں حضرت صفدر مرزا پوری شعری اور ادبی حلقوں میں بالعموم متعارف تھے۔

Marfat.com

یہاں بھی دلی کی طرح ارباب علم وفضل اور مشہور شعراء کی خدمت میں حاضر ہونے اور ان سے فیض یاب ہونے کا شوق بدستور قائم رہا۔ کئی بار حضرت عزیز مرحوم کو غزلیں دکھانے کا اتفاق ہوا اور کوشش کرتا رہا کہ لکھنؤ کے مدرسۂ فکر سے بیش از بیش استفادہ کروں۔

ایک مرتبہ سعادت گنج (لکھنؤ) کے ایک مشاعرہ میں یہ غزل پڑھی کہ ؎

زندگی جب وقفِ آزارِ مصیبت ہو گئی ہر مصیبت دل کو اک پیغامِ راحت ہو گئی
رنگ لایا حسنِ اندازِ بیاں آخر مرا ہر ادائے حسن میں پیدا لطافت ہو گئی
جھوم کر برسا گلستاں پہ سحابِ رنگ و بو ہر کلی کھل کر بہارستانِ فطرت ہو گئی
اہلِ گلشن کو نہ آئی یادِ یارانِ قفس فصلِ گل آئی چمن میں اور رخصت ہو گئی

ہم نے دیکھا رات کو اک مہرباں کا جمال
آج نیر خواب میں بیدار قسمت ہو گئی

اس مشاعرہ میں للّن صاحب بہار کے تلامذہ کے علاوہ خاصی تعداد میں لکھنؤ کے اہل فن جمع تھے۔ غزل حسنِ اتفاق سے پسند خاطر احباب ہو گئی۔ اس کے بعد حضرت عشرت لکھنوی کے زیر اہتمام مشاعرہ تھا جس میں طویل بحر میں ایک غزل پڑھی۔ اس کے بعض اشعار اس طرح تھے ؎

ہر پھول باغِ دہر کا رنگِ وفا نا دیدہ ہے
لالے کے دل میں داغ ہے گل خون میں غلطیدہ ہے

اے شوخئ موجِ صبا یہ دل لگی اچھی نہیں
غنچے ابھی مخمور ہیں، سبزہ ابھی خوابیدہ ہے

غم کی اندھیری رات ہے چھائی ہے نیر بے کسی
میں غمزدہ بیدار ہوں قسمت مری خوابیدہ ہے

ایک دن حضرت مضطر مرزاپوری کے زیر صدارت مشاعرہ میں ایک غزل پڑھی جس کا مطلع یہ تھا ؎

پھر وہی شب وہی تنہائی ہے
جس کا ڈر تھا وہی رات آئی ہے

Marfat.com

یہی وہ مشاعرہ تھا جس میں حضرت صفدر مرزا پوری کا یہ یادگار شعر ہوا تھا کہ ؎

مسکراتے ہوئے وہ آتے ہیں
میرے پھولوں میں بہار آئی ہے

لکھنؤ میں طب کی تکمیل میں نے "تکمیل الطب کالج" سے کی تھی۔ یہاں ایک طبی اجتماع میں جس میں اطباء کے علاوہ اہل فن حضرات بھی جمع تھے، حسب ذیل نظم پڑھی ؎

کعبے کی سمت سے اٹھا ابر نشاط بارِ طب
بن گئی دولتِ عجم میکدۂ بہارِ طب
بزم مہ و ستارہ ہے محرم جلوہ زارِ طب
یاد ہے جس کو رونقِ انجمن بہارِ طب
بادہ ہے بادۂ عرب جام ہے جام بوعلی
جس پہ قدسیوں کو رشک ہیں ہوں وہ بادہ خوارِ طب
حلقہ کشاں تھے چار سُو خاکِ عرب کے جبہ پوش
بزم تھی اور بزم میں ساقیٔ نو بہارِ طب
پھول کھلے دمشق میں مصر بنا چمن کدہ
خاکِ حجاز سے ہوئی رونقِ لالہ زارِ طب
صبح بہار فر طبسم طب کا جمالِ دلفروز
شام کی شامِ جانفزا گیسوئے مشکبارِ طب
گوہر شاہوارِ طب رازی و شیخ کا ہنر
رازی و شیخ کا ہنر گوہر شاہوارِ طب

(۵)

قبل ازیں عرض کر چکا ہوں کہ کوچہ گردی کا شوق ہندوستان میں مجھے جگہ جگہ لئے پھرتا رہا۔ اس آوارہ گردی میں کوئے بتاں کی سیر بھی کی اور بریلی لکھنؤ اور دیوبند کے علم و عرفان کے معبدوں کا طواف بھی کیا۔ ع در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق

Marfat.com

گنگ وجمن کی وادیوں اور مہوشانِ اودھ کی گلیوں کی داستانیں آج بھی دل کو کچھ اس طرح یاد ہیں کہ ؎

کیفِ بہارِ وادیٔ گنگ وجمن نہ پوچھ
نیّرؔ کہیں وہ کیفِ بہارِ نظر نہیں

اور ؎

بیادِ شامِ شبستانِ مہوشانِ اودھ
سحابِ گریہ سے اب تک ستارہ بارہوں میں

اور پھر جب تاجدارانِ مملکتِ فضل وکمال اور عرش نشینانِ مجدد شرف کے حضور میں سرِ عقیدت ونیاز جھکانے کا موقع ملا تو سرِ عشق پیشہ نے اس سرکار میں بھی متاعِ دل لٹانے میں کمی نہیں کی۔

دیوبند پہنچا تو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی نظرِ فیض اثر کے حضور میں یہ نعتیہ اشعار پیش کرنے کی جرأت کی جو بعد میں ذرا تغیر کے ساتھ "الرشید" میں بھی شائع ہوئے۔ اشعار ملاحظہ ہوں ؎

اے خوشا لذتِ پیغامِ تو سبحان اللہ
اللہ اللہ مئے الہامِ تو سبحان اللہ
از فیوضِ کرمتِ گلشنِ ہستی شاداب
بارک اللہ چہ انعامِ تو سبحان اللہ
رنگ وبوئے عجبی حسن وجمالِ عربی
نوبہارِ رخِ گلفامِ تو سبحان اللہ
داغِ عصیاں مِن خوار عیاذًا باللہ
بارشِ رحمت وانعامِ تو سبحان اللہ
تا ہنوز از گل وگلزار مدینہ آید
نکہتِ زلفِ سیاہ فامِ تو سبحان اللہ

Marfat.com

بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ جہاں اس صدی کے بہت بڑے محدث، فقیہہ اور صحیح معنیٰ میں عالمِ باعمل اور عارف باللہ بزرگ تھے وہاں شعر و سخن کا بھی بہت بلند ذوق رکھتے تھے اور جن لوگوں نے آپ کے وہ مراثی پڑھے ہیں جو آپ نے حضرت محدث گنگوہی قدس سرہ العزیز کی وفات پر لکھے ان کو اس کا صحیح طور پر اندازہ ہو سکتا ہے۔

بریلی پہنچا تو حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی محفلِ نعت میں ایک مرتبہ یہ نوائے درود و سلام بلند کی ؎

یا رسول اللہ ۔ یا شمس الضحیٰ ۔ بدر الدجیٰ
یا حبیب اللہ یا نور الہدیٰ ۔ کہف الوریٰ
اے پیامِ رحمتِ حق، صاحبِ خُلقِ عظیم
اے کریم، اے مظہرِ شانِ خداوندِ کریم
اے بہارِ جانفزا، شانِ عرب آنِ عجم
بوئے بستانِ عرب، رنگِ گلستانِ عجم
صدرِ بزمِ انبیائے اولین و آخریں
زینتِ فرشِ زمیں، آرائشِ چرخِ بریں
ابنِ مریم کی بشارت ابنِ آذر کی دعا
قلبِ موسیٰ کی تجلی، چشمِ آدم کی ضیا
دہر میں باقی رہے جب تک بزمِ مستی کا نظام
ذاتِ اقدس پہ ہزاروں رحمتیں لاکھوں سلام

اور لکھنؤ گیا تو مجلسِ عزا میں یوں نوحہ خواں ہوا کہ ؎

بوئے دامانِ امام الشہدا آتی ہے
پھول برساتی ہوئی بادِ صبا آتی ہے
شب کو جب خیمۂ زینبؓ میں ہوا آتی ہے
دلِ زہراؓ کے دھڑکنے کی صدا آتی ہے
غمِ شبیر میں اشکوں کا لئے سیل رواں
سمتِ کعبہ سے سیہ پوش گھٹا آتی ہے
دمعوم تھی جنتِ رضواں میں کہ پیاسے آئے
جامِ کوثر کے چھلکنے کی صدا آتی ہے

Marfat.com

سبز و شاداب رہے گا یہ گلستاں نیّر
کہ ہر اک آنکھ لٹے آبِ بقا آتی ہے

(۶)

میری شعر گوئی کا تیسرا دور لاہور سے شروع ہوا اور درحقیقت یہی وہ دور ہے جس میں دل و دماغ نے ایک نیا طرزِ فکر اختیار کرنے کی کوشش کی۔

اس انتخابِ ہفت کشور میں ۱۹۲۵ء میں وارد ہوا اور پھر اس خاک سے کچھ ایسی والہانہ محبت ہوئی کہ بس اسی کا ہو گیا۔ ۱۹۲۵ء سے لے کر آج تک اس سی و پنج سالہ دور کی داستان جس میں عمر کا سب سے قیمتی حصہ بسر ہوا ایک ضخیم کتاب چاہتی ہے۔ ذیل میں اختصار کے ساتھ صرف وہ چند امور بیان کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے شعر و سخن کے سلسلے میں میرے ذہن کو متاثر کیا۔

لاہور آ کر جب چونہ منڈی میں مطب شروع کیا تو یہاں بھی آتے ہی حسبِ عادت اربابِ فن کی جستجو شروع کر دی۔

اقبالؒ اور ظفر علیؒ لاہور کی دو عظیم ادبی شخصیتیں تھیں جن سے یہاں کا ہر چھوٹا بڑا متاثر تھا اور بلاشبہ ابتداءً مجھے بھی یہاں شعر و ادب کی جن سب سے زیادہ بلند اور مشہور شخصیتوں نے متاثر کیا وہ درحقیقت یہی دو عظمتیں تھیں۔

"شکوہ" اور "جوابِ شکوہ" پڑھ کر بچپن ہی سے علامہ اقبالؒ کی ذات سے عقیدت تھی۔ جن دنوں میں اپنے وطن میں تھا اکثر ان کو خط لکھتا اور مرحوم بڑی محبت سے ان کا جواب دیتے لاہور آیا تو متعدد بار خدمت میں حاضر ہوا۔ ایک دن ایک طبّی اجتماع میں تشریف لائے تو میں نے "نشاطِ خودی" کے عنوان سے ایک نظم پڑھی جو اس مجموعے میں کسی جگہ درج ہے۔ فرمانے لگے کہ طبیب سے زیادہ خار و گل کی زبان کا رازدار اور کون ہو سکتا ہے اور پھر فرمایا کہ خودی کے بے شمار موثّراتِ فکری میں سے طبیب کی خودی خود شناسی اور اس کا استغنا اس کے علم و فن کی معراج ہے۔

شعر و ادب میں علامہ اقبالؒ کے بعد مولانا ظفر علی خاں مرحوم سب سے زیادہ میری عقیدت و ارادت کا مرجع تھے اور اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ جب سے آنکھ کھولی تو علی برادران

Marfat.com

اور مولانا ابوالکلام کے بعد چوتھا نام جو کانوں میں گونجا وہ ظفر علی خاں کا تھا۔ لہٰذا لاہور کے قیام کے بعد ظفر علی خاں اور ان کے زمیندار سے جس طرح کی نیازمندی اور عقیدت کا رشتہ قائم ہونا چاہیئے تھا، ہوا۔

قبل ازیں عرض کر چکا ہوں کہ میرے فکرِ شعر کی ابتدا نعت سے ہوئی تھی اور نعت کے سلسلے میں امیر مینائی، مولانا حالی، حضرت بیان یزدانی، اکبر وارثی، دتو رام کوثری، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، حضرت حسن بریلوی اور محسن کاکوروی کی نعتوں کے متعدد انداز اور اسالیب نگاہوں سے گزر چکے تھے لیکن نعت میں ظفر علی خاں کی ندرتِ بیان اور والہانہ طرزِ ادا نے بے حد متاثر کیا۔ میرا ایمان ہے کہ ؎

وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز جھلکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں

ظفر علی خاں کی بخشش کے لئے کافی ہے۔

مولانا کی نعت کے اس انداز کا اثر یہ تھا کہ اس رنگ میں نعتیں کہنے کی کوشش کی "نسیم حجاز" اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو اس مجموعے کی ابتدا میں درج ہے۔ لاہور آنے کے بعد بہت ابتدائی دنوں میں ایک مرتبہ دلی دروازہ کے باہر غازی عبدالرحمٰن امرتسری کے زیرِ صدارت ایک جلسے میں مولانا تشریف فرما تھے۔ جب میں نے اس میں یہ نظم پڑھی تو آپ بے حد مسرور ہوئے۔ مولانا اور زمیندار سے عقیدت کا نتیجہ یہ تھا کہ زمیندار کے لئے مختلف ناموں اور عنوانوں سے قومی نظمیں لکھتا رہا اور زمیندار جس قسم کی بھی سیاسی و ملی تحریکات میں شامل ہوا میں بھی عموماً ان میں حصہ لیتا رہا۔ امان اللہ خاں کے خلاف جب بچہ سقہ نے علمِ بغاوت بلند کیا تو اس وقت ایک نظم کہی جس کے دو شعر یہ تھے ؎

اے وہ کہ تجھ پہ فخر ہے سقوں کی ذات کو
اسلامیوں کا خونِ شہادت بہائے جا
اسلام کے شرف کو نصاریٰ کے ہاتھ بیچ
نقشِ عروجِ ملتِ بیضا مٹائے جا

Marfat.com

"الہلال" کا دورِ اولیں اس وقت ملک کے تمام مسلم ذہن پر چھایا ہوا تھا اور سچ یہ ہے کہ اس دور کے تقریباً ہر ادیب اور صحافی کے لئے ادیب اور صحافی بننے سے پہلے "ابوالکلامیات" کا مطالعہ ایک حد تک ضروری سمجھا جاتا تھا۔

"الہلال" کے بعد دوسرا مکتبِ فکر زمیندار تھا جو ملک کے تمام تر قومی ذہن پر مستولی تھا۔ انہیں دنوں کا ذکر ہے کہ خاک و خون میں تڑپتے ہوئے مجاہد کی ایک تصویر "الہلال" میں شائع ہوئی۔ یہ تصویر اتنی اثر انگیز تھی کہ اسے دیکھتے ہی طبیعت بیقرار ہو گئی اور یہ بیقراری ایک نظم کی صورت میں صفحۂ قرطاس پر منتقل ہو گئی۔ یہ نظم اس مجموعہ میں "محراب حرم" کے زیرِ عنوان کسی جگہ درج ہے۔

لاہور کی اس تمام تر زندگی کے سلسلے میں جو ۱۹۲۵ء سے لے کر آج تک بسر ہوئی ایک اور چیز جس کا بیان کرنا ضروری ہے یہ ہے کہ اس دور میں آنکھوں نے سیاست دانوں میں سے سر شفیع اور سر فضل حسین کا دورِ دولت و اقبال بھی دیکھا اور سر سکندر کا زمانۂ عروج اور سر خضر کا وقتِ زوال بھی۔ اور آخر میں قیام پاکستان کے بعد ان ہی کی ذریات کا عہدِ جنگ و جدال بھی۔ لیکن دل کبھی ان ارباب مناصب و اقتدار کے قریب جانے کے لئے آمادہ نہ ہوا۔ اور اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ آنکھیں مولانا محمد علی جوہر، مولانا ابوالکلام، مولانا حسرت موہانی۔ مولانا آزاد سبحانی۔ اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ چکی تھیں اور اب جو دل فقیروں کی نذر ہو چکا تھا وہ ان شاہوں کے حضور میں پیش ہونے کے لئے آمادہ نہ ہوتا تھا۔ دل میں ایک قناعت سی پیدا ہو گئی تھی اور اربابِ دولت و اقتدار کی صحبت سے بالعموم علیحدہ رہنے کی کوشش کرتا کہ ؎

خوشا درویشیا کورا بود گنجِ تن آسانی
بد اسلطانیا کورا بود رنجِ تن آسانی

لہٰذا اربابِ دولت سے دور تمام زندگی بالعموم ہمیں قسم کے حلقہ ہائے احباب و رفقاء میں بسر ہوئی۔ مدیروں اور طبیبوں کے ساتھ شاعروں اور ادیبوں کے ساتھ اور

Marfat.com

علما، اور ارباب تصوّف و عرفان کے سامنے۔

جہاں تک مریضوں اور طبیبوں کا تعلق ہے ان کا ذکر یہاں خارج از بحث ہے۔

علما، اور اہل تصوف کے سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ یہاں تقریباً ہر مذہب اور نقطہ خیال کے بزرگوں اور اہل علم سے رابطہ قائم رکھنے کی کوشش کی لیکن سب سے زیادہ جس بزرگ شخصیت نے متاثر کیا وہ حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی تھی جو ان دنوں لاہور سے بیس میل دور شرقپور میں سجادۂ فقر پر متمکن تھے۔

افسوس ہے کہ حضرت میاں صاحبؒ سے رابطۂ نیاز و ارادت ان کی آخر عمر میں قائم ہوا۔ اور بہت تھوڑے دن قائم رہا۔ لیکن ان کا قلیل بھی میرے لئے کثیر تھا۔ ورلیٹی دے ما قال۔

قَلِیْلٌ مِنْکَ یَکْفِیْنِیْ وَلٰکِنْ
قَلِیْلُکَ لَایُقَالُ لَہَا قَلِیْلٌ

یہ داستان فی الحال یہیں ختم کرتا ہوں کہ ؎

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در محفلِ رنداں خبرے نیست کہ نیست

۱۹۲۸ء میں میاں صاحبؒ کا وصال ہوا تو یہ شعر لکھے ؎

لوگ کہتے ہیں ہوا شیر محمدؒ کا وصال
اٹھ گئے گویا ابوذرؓ ہو گئے رخصت بلالؓ
امتِ مرحوم کے ماتم میں اب روئے گا کون؟
داغہائے معصیت دامن سے اب دھوئے گا کون؟
اب یہ شکلیں پھر نہ دکھلائے گی دنیا دیکھ لو!
عاشق روئے نبی کی شکلِ زیبا دیکھ لو!
اے زمینِ شرقپور اے تیری قسمت کی بہار
دفن ہوتا ہے تری مٹی میں شیر کردگار

60448

Marfat.com

ہے دعا تیری کی برسے تجھ پہ بدلی نور کی
ہو ہمیشہ تجھ پہ نور افشاں تجلّی طور کی

اور پھر ان ہی دنوں جب حکیم اجمل خاں مرحوم نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا تو عربی زبان میں چند اشعار اس طرح ہو گئے جن کا آزاد منظوم ترجمہ بھی ساتھ درج ہے ۔

یا معشر الاخوان ابکوا مبکیاً	دوستو سوزِ جدائی میں کرو ماتم بپا
خسفت بدور کمال شیخ السینا	یک بیک گہنا گیا بدرِ کمالِ بوعلیؒ
مات المسیح بموتہ موت الوریٰ	اب کہاں وہ جس کی نباضی تھی پیغامِ شفا
این الطبیب بطبہ یشفینا	موت اک عالم کی ہے رحلت مسیح الملک کی
فی غمہ لنا العین عینٌ جاریہ	ماتمِ اجمل میں چشمے چشم سے جاری ہوئے
عنہا یسیل دم القلوب متینا	جن سے نہریں ہیں رواں خونِ دلِ بیتاب کی
قد سکنت عطشاً فنعم الجاریہ	ذرہ ذرہ کی زباں پر تھی صدائے العطش
ھی عن شراب دموعنا تسقینا	بادۂ خونابۂ دل نے بجھا دی تشنگی

میرے پہلے مجموعۂ اشعار "میکدہ" میں جو ۱۹۳۱ء میں طبع ہوا تھا یہ تمام نظمیں جزوی تغیرات کے ساتھ شائع ہو چکی ہیں۔

(۸)

یہ سلسلہ اسی طرح جاری تھا کہ اسی اثنا میں حضرت اختر شیرانی سے عمیق تعلقات قائم ہونے لگے اور درحقیقت شعر و سخن سے میری وابستگی کا ایک نیا دور اسی وقت سے شروع ہوا۔

اختر سے تعلقات کی ابتداء ۱۹۲۶ء سے ہی ہو گئی تھی اور وہ اس طرح کہ حافظ محمد عالم مرحوم ان دنوں لاہور سے "عالمگیر" نکالتے تھے جس کے لئے وہ اپنے مستقل شاعروں کی جستجو میں تھے جو ان کی فراہم کردہ تصویروں پر نظمیں لکھیں اور اتفاق یہ ہوا کہ حافظ صاحب نے اس مقصد کے لئے مجھے اور اختر شیرانی مرحوم کو منتخب کر لیا اور اب صورت یہ تھی کہ اس وقت تک میں اور اختر دونوں اگرچہ ایک دوسرے کے صورت آشنا نہ تھے لیکن اس طرح کی نظم نویسی کے سلسلے میں ہم دونوں کے درمیان ایک دوسرے کے ساتھ تقریباً ایک

Marfat.com

طرح کے مقابلے کی صورت پیدا ہو گئی تھی اور بعض لوگ شاید مصلحتاً اس آگ کو اور زیادہ ہوا دیتے تھے۔ "شعر و حکمت" کے "تیر نیمکش" کی چار نظمیں "بیوہ کے آنسو" "حسن خوں آشام" "محبت کا اولیں لمحہ" اور "سحر موسیقی" اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں اور اختر کے کلام میں "جوگن" "انجام ہستی" "تیتری" وغیرہ بھی اسی دور کی یادگار ہیں۔ یہ صورت جاری تھی کہ اسی اثنا میں حضرت عاشق بٹالوی نے اختر کی شاعرانہ زندگی کے حالات کچھ ایسے انداز میں آکر بیان کئے کہ جذبۂ مسابقت کی جگہ اختر سے ملاقات کا شوق روز بروز بڑھتا گیا اور ایک دن کیا دیکھتا ہوں کہ آپ میرے مطب چونہ منڈی لاہور میں شام کے وقت بلا اطلاع خود بخود تشریف لے آئے۔ تقریبِ ملاقات غالباً یہ تھی کہ مرحوم مجھے میر نور احمد صاحب کے یہاں علاج کے سلسلے میں لے جانا چاہتے تھے۔

اختر شیرانی سے ملاقات کی یہ پہلی شام تھی۔ اس کے بعد جو دن آیا ہمیں ایک دوسرے کے قریب تر لاتا گیا تا آنکہ اختر اپنی زندگی کے آخری دن بھی میرے ہی غریب کدہ سے رخصت ہوئے۔

زندگی کا اب یہ ایک معمول بن چکا تھا کہ روزانہ شام کو تانگہ لیا اور فلیمنگ روڈ پر حضرت اختر کے مکان پہ پہنچ گیا اور اکثر ایسا ہوتا کہ اختر مرحوم اسی تانگہ میں بیٹھ جاتے اور منٹو پارک یا لارنس گارڈن میں لے جاتے اور باتیں کرتے رہتے۔ ان باتوں میں جہاں بہت سی بے ربط باتیں ہوا کرتی تھیں۔ وہاں شعر و شاعری کے سلسلے میں کام کی باتیں بھی ہونے لگتی تھیں۔

اس کے بعد اختر کے ساتھ مراسم نیاز کا سلسلہ زندگی بھر قائم رہا اور ان کی تمام زندگی بالخصوص ان کی رومانی زندگی کے تقریباً تمام مراحل و ادوار ان آنکھوں کے سامنے گزرے۔

گجرات کی رات کی جلوہ باریوں۔ ایبٹ آباد کی شام وداع کی نالہ سامانیوں مری کی صنوبرستانی فضا کی بہار فروشیوں اور خصوصیت کے ساتھ باغ لارنس کی چاندنی راتوں کی محفلوں میں سے کوئی محفلِ رنگ و بو ایسی نہ تھی جس سے یک گونہ وابستگی نہ رہی ہو۔

اختر مجھے اپنا بڑا بھائی سمجھتے تھے اور اختر صاحب کہنے پر اکثر مجھ سے ناراض ہوتے اور کہتے تھے کہ مجھے صرف اختر کہا کیجئے۔ ساتھ ہی انہیں اس قدر پاس خاطر یا لحاظ بھی تھا کہ جب

Marfat.com

اپنے شغلِ خاص میں مصروف ہوتے اور میری آمد کی آہٹ سن پاتے تو بوتل کو (جسے وہ دخترِ گردن دراز کہا کرتے تھے) اِدھر اُدھر چھپانے کی کوشش فرماتے۔ بایں ہمہ لطف یہ تھا کہ مجھ سے بلا تکلف اپنا ہر دکھ درد بیان ہوتا اور عشق و عاشقی کے تمام افسانے سنائے جاتے تھے کسی کوچے میں کوئی کام نکل آتا تو بالعموم مجھ سے اس کا تذکرہ ہوتا اور اکثر ان "اہم امور" میں مجھ سے مشورہ لینے کی کوشش کی جاتی تھی۔ لیکن آہ اس وقت کسے خبر تھی ؎

ہے آج جو سرگزشت اپنی
کل اسکی کہانیاں بنیں گی

مختصر یہ کہ ان کی زندگی اور بالخصوص رومانی زندگی کے اکثر لمحات میرے ساتھ بسر ہوئے اور وہ بیشتر سوانح اور حوادث جو سلمیٰ کے عشق اور ان کی رومانی زندگی میں ان کی نظموں کے پس منظر کی حیثیت رکھتے ہیں آنکھوں کے سامنے گزرے۔

عروس البلاد لاہور اس دور میں شعر و ادب کے بلند پایہ اکابر علم و فضل کا مرکز بنا ہوا تھا اور گاہے گاہے ان میں سے اکثر ارباب فضل و کمال سے ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں لیکن مطب کی مصروفیتوں کی وجہ سے ان کی خدمت میں حاضری کا بہت کم اتفاق ہوتا اور شہر کے مشاعروں میں بہت کم شریک ہوتا۔ اختر کی خلوت ہی اپنے لئے ایک مستقل محفل بن چکی تھی اور ہمیشہ یوں محسوس کرتا کہ ؎

بہت لگتا ہے جی محفل میں ان کی
وہ اپنی ذات سے خود انجمن ہیں

آخر میں اکثر شام کے وقت ایسا ہوتا کہ وہ جھومتے جھامتے آجاتے اور رات کو دیر تک بیٹھے اپنی باتوں سے مجلسِ خلوت کو باغ و بہارِ شعر بنائے رہتے تھے اور ہماری محفل مشاعرہ یا معراج سخن اب صرف اس قدر ہوتی کہ جو کچھ کہا ہوتا دوست کو سنا دیتے اور اس کے بعد اسے تندرطاقِ نسیاں کر دیتے۔

اختر کی اکثر نظموں کا پس منظر میں اپنی کتاب "اختر و سلمیٰ" میں بیان کر چکا ہوں۔ یہاں نامناسب نہ ہوگا اگر ایسے ایک دو واقعات کا بھی ذکر کر دیا جائے جو اختر کی صحبت میں

Marfat.com

چند خاص حالات کے زیر اثر غزل بن گئے۔

اختر کے تمام دوستوں کو معلوم ہے کہ وہ بلا کے بادہ کش تھے اور اس کے لئے دوستوں کے ساتھ ان کا حسنِ طلب بہت خاص قسم کا ہوا کرتا تھا۔ ایک دن تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ دل کی گرمی کا علاج چاہتا ہوں عرض کیا کہ ٹھنڈائی پیجئے۔ فرمانے لگے علاج بالمثل کروں گا اور اس وقت میں نے باتوں باتوں میں اس طرح ایک شعر موزوں کر کے ان کو سنا دیا کہ ؎

میں با نیمن کی طب کا نہ تھا معتقد مگر
مے سے نہ دل کی آگ بجھاؤں تو کیا کروں

مرحوم کو یہ شعر بہت پسند آیا اور اگلے دن جب وہ دوبارہ تشریف لائے تو میں نے اس طرح میں ایک مختصر سی غزل کہہ کر انہیں یوں سنا دی ؎

جب حسنِ التفات نہ پاؤں تو کیا کروں
پھر اک فریب اور نہ کھاؤں تو کیا کروں
اپنی وفا کی یاد میں کھویا ہوا ہوں میں
ان کی جفا کو بھول نہ جاؤں تو کیا کروں
دنیا سیاہ خانۂ اندوہ و غم ہے آج
میں شمعِ آرزو نہ جلاؤں تو کیا کروں
میں با نیمن کی طب کا نہ تھا معتقد مگر
مے سے نہ دل کی آگ بجھاؤں تو کیا کروں
نیرو فورِ ضبط سے گھٹنے لگا ہے دم
اے چارہ گر! میں شعر نہ گاؤں تو کیا کروں

ایک دن ان کے ساتھ ایک خاص کوچے سے گزر ہوا تو ایک غزل اس طرح ہو گئی ؎

کتنے اعلےٰ پیام ہوتے ہیں
جب وہ بالائے بام ہوتے ہیں
کتنے بڑھتے ہیں چومنے کو قدم
جب وہ محوِ خرام ہوتے ہیں

Marfat.com

جرم و عصیاں کنارِ راوی پر — غرقِ مینا و جام ہوتے ہیں
درِ ساقی پہ شب کو وقفِ سجود — مسجدوں کے امام ہوتے ہیں
برہمن زادگانِ کشمیری — بڑی مشکل سے رام ہوتے ہیں

اُن کے وعدے نہ پوچھ اے نیّر
روز و شب صبح و شام ہوتے ہیں

(۹)

شعر گوئی کا مذاق اب تک گلشنِ ہند کی بہت سی بہاریں دیکھ چکا تھا۔ حمد و نعت کی شاعری سے ابتدا کر کے دلّی والوں کی غزلوں کا ہنر بھی دیکھا اور اہلِ لکھنؤ کی غزل سرائی کا فن بھی اور اس کے بعد جب لاہور آیا تو مولانا ظفر علی خ کی ہنگامی اور علامہ اقبال کی قومی شاعری کے کمالات سے بھی آگاہی حاصل کرنے کی سعی کی لیکن دل اب ایک نئے انداز فکر و نظر کی جستجو میں تھا اور چاہتا تھا کہ کوئی ایسا ساتھی ملے جو اس راہ میں صحیح طور پر رفیقِ سفر یا رہنما بن سکے۔ آج تک دستور یہ رہا کہ شعر میں حسن کی سرکار کے سوا کبھی کسی کی مدح سرائی نہیں کی تھی۔ علاوہ ازیں اب لفظی تکلفات اور الفاظ میں فارسی صنائع و بدائع سے دل بڑی حد تک بیزار ہو چکا تھا اور جی چاہتا تھا کہ شعر کو اس کی اصل شکل و صورت میں رکھا جائے اور وہی بات کہی جائے جو اپنے ساتھ گزرے اور محسوس کی جائے اس کے علاوہ ایک اور چیز جو شدت سے دل میں کھٹکتی تھی یہ تھی کہ اردو شاعری ابتدا سے بڑی حد تک قدیم ایرانی شاعری کا عکس بنی رہی ہے اور غالب و ذوق کے بعد اگرچہ اس میں ہندی بھاشہ کے الفاظ و تصورات اور گاہے انگریزی ادب کے انداز فکر کو سمونے کی کوشش کی گئی ہے لیکن اس کے باوجود بالخصوص ایک بہت بڑی دولت سے محروم ہے جسے عربوں اور بالخصوص دورِ جاہلیت کے عربوں نے شعر کو عطا کیا۔ یہ تصور میرے نزدیک اس لئے اور زیادہ معنی خیز تھا کہ اردو شعر کی تخلیق میں مسلم اہل فن کا بہت بڑا حصہ رہا ہے جو فارسی اور عربی علوم و فنون دونوں سے گہرا تعلق رکھتے تھے۔

بہرکیف یہ فکری عوامل تھے جو اردو شعر کے سلسلے میں دل و دماغ کو ایک نئے ماحول کی

Marfat.com

جانب دعوت فکر و نظر دے رہے تھے کہ اسی اثنا میں حضرت اختر شیرانی کی صحبت میسر آگئی اور تھوڑے ہی دنوں کے بعد میں نے محسوس کیا کہ اختر اس بارے میں میرے دل کی باتیں کہہ رہے ہیں۔

اختر کی شاعری ایک ایسے رنگین ماحول میں پلنی شروع ہوئی جس میں ان کے شعر کو وہ تمام مواقع میسر آ گئے جنھوں نے صحیح معنی میں ان کو اس دور کی رومانی شاعری کا پیامبر بنا دیا اور میں نے محسوس کیا کہ وہ اس عہد میں اردو شاعری کو وہی متاع گراں مایہ عطا کر رہے ہیں جس سے وہ اب تک تقریباً محروم تھی۔ میری مراد عربی تخیل اور بالخصوص شعر میں قدیم عربی فطری اندازِ فکر سے ہے۔

جن لوگوں کو قدرت نے مذاق شعر عطا کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ ایک شعر دلآویز سے وہی مقصد حاصل ہوتا ہے جو حسنِ نغمہ اور شراب سے محض لفظی صنائع و بدائع سے ملبوس شعر اس بدصورت عورت کی طرح ہے جو لباس کے اندر تو وہی موجود ہے لیکن باہر سے اسے مخمل و اطلس و کمخواب کی پوشاکوں سے مڑھ دیا گیا ہو۔

اختر کی شاعری نے جہاں محبوبۂ شعر کو لفظوں کی حسین پوشاکوں سے آراستہ کیا وہاں اس نے معنوی حسن و جمال کے انتخاب میں بھی پوری طرح اپنے حسنِ ذوق کا ثبوت دیا ہے

بہارِ عالمِ حسنش دل و جاں تازہ می دارد
برنگ اصحابِ صورت را ببو اربابِ معنیٰ را

اختر کی شاعری کے محاسن پر بہت کچھ لکھا گیا اور بہت کچھ لکھا جائے گا لیکن میرے نزدیک اس کی اصلی روح رومان ہے جس کے لئے زبان حافظ کی اختیار کی گئی اور تخیل امرء القیس کا۔ اس کی نظموں میں "صحن میں بنت عم کی صداؤں کا تصور" "سنا ہے میری سلمیٰ رات کو آئے گی وادی میں" وغیرہ چیزیں درحقیقت اسی حقیقت کی ترجمان ہیں۔

بہرکیف ذاتی جستجو اور شوق سے قطع نظر قطعی طور پر کمالِ ہمنشیں کا یہ اثر تھا کہ اب شعر کے سلسلے میں دماغ سے وہ تمام تصورات بڑی حد تک محو ہوتے چلے گئے جو دہلی اور

Marfat.com

لکھنؤ نے پیدا کئے تھے اور دماغ اب وہی کچھ سوچنے لگا جو اختر سوچتے تھے لفظوں کے حسین باغ بناتا اور ان میں وہ سب کچھ دیکھنے کی کوشش کرتا جو واقعی دیکھ چکا ہوتا تھا اور یا پھر تصور میں آرزوؤں کے وہ محل بناتا جن کا آباد کرنا میرے اختیار میں نہ تھا اور اس لئے بالآخر وہ اجڑ گئے۔ آہ ؎

خمیازہ سنجِ تہمتِ عیشِ رمیدہ ایم
مے آں قدر نبود کہ رنجِ خمار برد

(۱۰)

جیسا کہ قبل ازیں عرض کیا گیا یہ حقیر زندگی بھی بالآخر انہی حسرتوں اور ماتوں کا شکار ہوئی جن کے داغوں سے ہزاروں سینے لالہ زار بنے اور ندرِ خزاں ہو گئے۔

"در ایامِ جوانی چنانکہ اُفتد و دانی"۔ وہ سب کچھ دیکھا جو دیکھا جا سکتا تھا اور وہ سب کچھ سنا جو سنا جایا کرتا ہے طبیعت ایک طرفہ تماشا تھی کہ سحر اگر تسبیح و مصلّٰی پر بسر ہوتی تو رات آخر کے ساتھ یاد کوئے بتاں میں اور کل اگر کعبہ کی زیارت کے لئے احرام باندھا گیا تو آج بتکدہ کی سیر کی تیاری ہو رہی تھی چنانچہ صورت اب یہ تھی کہ ؎

کل تو مندر میں برہمن کو دیے تھے درشن
آج مسجد میں مسلمان بنے بیٹھے ہیں

کبھی بہار کے موسم میں جب شام ہوتی تو عالم یہ ہوتا کہ ؎

جلائے وادیٔ غربت میں جگنوؤں کے چراغ
برائے جشنِ بہاراں ہم اور کیا کرتے

اور کبھی جب اسی عام میں آنکھ لگ جاتی تو کیفیت یہ ہوتی کہ ؎

سوئے رات کو روتے روتے
اُٹھ بیٹھے پھر سوتے سوتے

اور اسی طرح جب ہم جوئے شیر لے آتے یعنی صبح ہو جاتی تو محسوس یوں ہوتا کہ ؎

Marfat.com

صبحدم صحنِ گلستاں میں صبا کے جھونکے
آتشِ دردِ محبت کو ہوا دیتے ہیں

شہرِ جاناں کی سمت روانہ ہوئے اور دور سے بستی کے نشانات نظر آنے لگے تو یہ شعر زباں پر تھا کہ ؎

بُوئے زلفِ مشکبار آنے لگی
دیکھ سنتر شہرِ جاناں آگیا

اور پھر جب ناکامِ آرزو واپس ہوئے تو زبان یوں نوحہ سرا تھی کہ ؎

ہیں ان حسین نظاروں کے پاس آنہ سکا
خزاں نصیب بہاروں کے پاس آنہ سکا

اور بالآخر وہ وقت آگیا کہ ؎

بہارِ صبح نے گل کو رُلا کے چھوڑ دیا
شرابِ ناب کو شبنم بنا کے چھوڑ دیا

اور اب صورتِ حال یہ ہے کہ ؎

شبِ فراق کی اک یادگار بھی تو نہیں
اب اک ستارۂ شب زندہ دار بھی تو نہیں

اور آخر میں دل کی دنیا کچھ ایسی اجڑی کہ سب کچھ اُجڑ گیا ؎

کان لم یکن بین الحجون الی الصفا
انیس و لم یسمر بمکۃ سامر

اس کے بعد اس حکایتِ درد کو اب یہیں ختم کرتا ہوں ؎

ومن بعد ھذا ما یدق بیانہ
وما کتمہ احظی لدیہ واجمل

"شہرِ غزل" کی تمام غزلیں اسی داستانِ الم اور افسانۂ غمِ ناکامی جاوید سے بھری ہوئی ہیں۔

Marfat.com

(۱۱)

زندگی اب جن دو حادثوں سے سب سے زیادہ متاثر ہوئی ان میں ایک رفیقۂ حیات کی موت کا سانحہ تھا اور دوسرا قیامِ پاکستان کے وقت مظلوم انسانوں کے کشت وخون کا نظارہ۔

رفیقۂ حیات کی موت زندگی میں میرے لئے بڑا خانہ برانداز دل ودماغ حادثہ تھا رفاقت اور وہ بھی غربت اور تنگدستی کے زمانے کی رفاقت ایک ایسی یاد ہے جو ہمیشہ ساتھ رہی۔ "یادِ رفتگان" کے زیرِ عنوان "ایک یاد" میں اسی روح فرسا حادثہ کی جانب اشارہ ہے۔

بعد میں اس زخم کے اندمال کی متعدد تدبیریں کی گئیں اور اس کے لئے ایک بار بھوپال کا سفر کیا تو دوسری مرتبہ جالندھر کا۔

جالندھر کے گلی کوچوں سے جو دلبستگی قائم ہوگئی تھی اس کا نتیجہ یہ تھا کہ قیام پاکستان کے بعد دوبارہ جب ایک مجلسی تقریب کے سلسلے میں جالندھر روانہ ہوا تو یہ شعر زبان پہ تھا ؎

جہاں کبھی مرا عہدِ شباب مچلا تھا
نگاہ میں وہ در و بام لے کے آیا ہوں

۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد ہندوستان اور بالخصوص مشرقی پنجاب میں کشت وخون کے سلسلے میں مسلمانوں کے لٹے پٹے اور تباہ حال قافلے جب لاہور میں مستی دروازہ کے باہر گھر کے سامنے سے گزرتے تھے اور اس پر لیڈروں کی بے اعتنائی کا تصور آنکھوں کے سامنے آتا تو جگر فرطِ غم سے پارہ پارہ ہوجاتا تھا۔ آنکھوں نے جب یہ منظر دیکھا تو ایک شعر اس طرح ہوگیا کہ ؎

نہ رہنما ہے، نہ منزل، نہ راہ اے رہبر
یہ لوگ چل دیئے کس سمت کارواں بن کر

اور پھر جب دل فرطِ غم سے زیادہ بھر آیا تو شدتِ الم اس طرح شعر کی صورت میں ڈھل گئی ؎

Marfat.com

گلرنگ ہے دامانِ شفق گریۂ خوں سے
یہ صبحِ وطن شامِ غریباں تو نہیں ہے

(۱۲)

"شعرِ حکمۃ" کی تقریباً تمام تر نظمیں اور غزلیں ۱۹۲۵ء کے بعد کی ہیں اور ان کا تعلق بیشتر عروس البلاد لاہور کے گلی کوچوں سے ہے۔ غزلوں سے متعلق قبل ازیں اشارہ کر چکا ہوں اور بعض نظموں کا پس منظر بھی بیان ہو چکا ہے۔ اب اس سلسلے میں جو بعض ضروری گزارشات رہ گئی ہیں وہ ذیل میں عرض کرتا ہوں۔

"محرابِ حرم" کی نظمیں زیادہ تر مذہبی اور ملی جذباتِ عقیدت و ذوق سے تعلق رکھتی ہیں۔ چنانچہ "ساقیٔ کوثر کے حضور میں" اور "داتا کے حضور میں" اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ "پیامِ عید" "عیدِ بہار" اور "عیدِ اضحیٰ ریگ زارِ عرب میں" عید کی ہنگامی تقریبات پر لکھی گئیں جو مقامی اخبارات و مجلات میں شائع ہوئیں۔

"یادِ رفتگاں" کا تعلق زیادہ تر حضرت اختر شیرانی اور مولانا ابو سعید بزمی مرحوم کی یاد سے ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد بزمی مرحوم کا انتقال امریکہ میں ہوا تھا۔ آپ کے انتقال کے بعد آپ کا تابوت ہوائی جہاز کے ذریعہ پاکستان لایا گیا۔ بزمی کے تابوت کی خبر سنکر" نظم اسی المیہ کی یادگار ہے۔ "بزمی کی تربت دیکھ کر" میں ایک جگہ بھجنی کا لفظ آیا ہے۔ یہ اس واقعہ کی جانب اشارہ ہے کہ اگست ۱۹۴۷ء جب کہ لاہور میں کشت و خون کا بازار گرم تھا ان دنوں بزمی مرحوم ایک شام کو ماڈل ٹاؤن کی ایک ٹرک پر ٹہل رہے تھے۔ کہ اتنے میں سامنے سے گورکھا فوجیوں کا ایک ٹرک آگیا۔ ان لوگوں نے ارادہ کیا کہ آپ کو گولی کا نشانہ بنائیں۔ یکایک تفتیشِ احوال کے لئے ایک صاحب ٹرک سے اتر پڑے اور پوچھا کہ تمہارا نام؟ آپ نے فرمایا بزمی جسے اس نے بھجنی سمجھا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ او ہو یہ تو بھجنی ہے اور ٹرک پر سوار ہو کر چل دیئے۔

"ایک یاد" رفیقۂ حیات کی وفات پر لکھی گئی اور مولانا ظفر علی خاں پر جو نظم ہے وہ

Marfat.com

مولانا کی وفات کے بعد ایک تعزیتی جلسے میں پڑھی گئی۔

"تیرِ نیمکش" کی نظمیں تقریباً تمام تر رومانی ہیں اور کم و بیش یہی وہ نظمیں ہیں جو شعر ہیں میرے بنیادی فکر و ذوق کی ترجمان ہیں "خطاب بہ ساقی" ایک مختصر سا ساقی نامہ ہے اور "افسانہ" زندگی کا مختصر افسانہ ہے جس کے ساتھ منصوری اور ہردوار کی "سرزمین لچھمن و رام" اور "شام اودھ" کی چند یادیں وابستہ ہیں۔

"صبحِ بنارس" میں بنارس کی ایک کہانی ہے "کیف انتظار" میں شادی سے قبل کے چند احساسات ہیں جو ایک خاص موقع پر جمع ہو گئے تھے اور دعوتِ شوق میں اس زندگی کے لئے "صلائے عام" ہے جس کا رنگین پیام اختر نے دنیا کو دیا تھا۔

"کاغان کے نظارے" اور کاغان میں وادیٔ سیف الملوک کی جھیل پر ایک یاد" چند حسین یادوں اور سوانح کی روداد ہے۔

عشقِ سلمیٰ کی راہ میں اختر کے لئے بہت سے دشوار گزار مرحلے اور پہاڑیاں حائل تھیں جن کا عبور کرنا بیحد مشکل تھا۔ ؎

کیف الوصول الی سعاد و دونھا

قلل الجبال و بینھن حیوف

اور آپ نے اختر کے کلام میں جگہ جگہ ایک وادی کا ذکر پڑھا ہوگا۔ گجرات جاتے ہوئے یہ وادی راستے میں پڑتی ہے۔ اختر کی وفات کے بعد جب ایک مرتبہ دوبارہ اس وادی سے گزرا تو ایک مکمل داستان آنکھوں کے سامنے آگئی۔ "دیارِ سلمیٰ" اس وادی کی منظوم کہانی ہے جو اسی وادی میں لکھی تھی۔

"بارِ دگر" اور "بیادِ یک جلوۂ فرنگ" ایک المیہ ہے جس کا تعلق سرزمین سندھ سے تھا اور "مری" کے عنوان سے جو نظم شامل ہے وہ مری کے ایک حسین سفر کی روداد ہے جو ۱۹۵۶ء میں حضرت احسان دانش کی معیت میں ہوا۔ اس نظم کا محرک درحقیقت ایک خطِ حسن تھا جو مری میں ایک جگہ ڈاک خانے کے قریب نظر آیا تھا۔

Marfat.com

"اشارات" کے زیرِ عنوان جو نظمیں جمع ہیں سیاست دانوں کے اعمال و احوال کی ترجمان ہیں۔ جن کی نااہلیت اور باہمی کش مکش نے قیام پاکستان کے بعد ملک کے تمام نظم و نسق اور معاشرے کو تباہ کر کے رکھ دیا تھا۔ "نغمۂ سروش" ایک یوم اقبال کے موقع پر لکھی گئی جب کہ سابق وزراء نے اس قومی تہوار کو اپنے لئے "کشودِ کار" کا ذریعہ بنانا چاہا۔ "نغمۂ بہار" ایک بڑے وزیر کے حسین رقص کی کہانی ہے۔ "شرحِ اشارات" میں چند اشارات کی وضاحت ہے جب کہ مغربی پاکستان اسمبلی کے ایک اجلاس کے دنوں میں عروس البلاد لاہور میں بڑوں کی کوٹھیوں میں دوٹوں کی خرید و فروخت کے لئے حسن و مئے و نغمہ کی خریداری کا سلسلہ بھی جاری تھا کہ ع

با بر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

گذشتہ صفحات میں میں نے اپنی زندگی کے بعض پہلوؤں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے یہ عرض کیا تھا کہ دل تمام عمر ارباب مناصب و اقتدار کی صحبتوں سے گریزاں رہا۔ خیال تھا کہ قیام پاکستان کے بعد اس ملک کی عنانِ حکومت شاہوں کی جگہ فقیروں کے ہاتھوں میں آئے گی لیکن ملک کی بدقسمتی کہ تقسیم کے معاً بعد جو لوگ اس ملک کے وارث بنا دیئے گئے وہ بڑی حد تک ذہنی اور فکری اعتبار سے انگریز کے زمانے کے سیاست دانوں ہی کی یادگار تھے بلکہ سچ یہ ہے کہ اپنے قبیح اعمال و افعال کے لحاظ سے ان سے بھی دو قدم آگے تھے۔

"ہائے کراچی" میں کراچی کی اس "شاہانہ محفل طرب و نشاط" کی حسین روداد بیان کی گئی ہے جو پاکستان کے کلکتہ (کراچی) کی بساط پر آراستہ ہوئی۔

"اشاریہ" اور "بہارِ استقلال" کا تعلق اسی دور کے یوم استقلال کی حسین تقریبات سے ہے۔ "عہدِ بہار" میں اس دور کے امراء کی عیدِ نشاط اور ان کے عہدِ بہار کی نسبت چند تلمیحات ہیں اور "حسین بی بی" میں اس دردناک ڈرامے کی جانب اشارہ ہے جو ایک موسم سرما کی رات کو گجرات کی زمین پر

Marfat.com

آسمان کے مغموم ستاروں نے دیکھا۔

(۱۳)

حکایتِ لذیذ میں قیامِ پاکستان کے بعد کے چند سفروں کی حکایتیں ہیں۔ نظم "بتانِ ہند کے نام" میں وہ پیام ہے جو ۲۸ اپریل ۱۹۵۶ء کو جالندھر کے ایک مشاعرہ میں پیش کیا۔ اس کے بعد کی تمام نظمیں مشرقِ وسطیٰ اور دیارِ مغرب کے سفر سے متعلق ہیں

"پیامِ شاعرِ پاکستان" کے عنوان سے جو نظم شامل ہے وہ طہران کے ایک مشاعرے میں پڑھی تھی جو ۱۹ جولائی ۱۹۵۷ء کو آقائے مؤید ثابتی کی صدارت میں سفارت کبریٰ پاکستان کے چمن میں منعقد ہوا تھا۔

"بوعلی سینا کے حضور میں" وہ نظم ہے جو میں نے ۱۶ جولائی ۱۹۵۷ء کو ہمدان میں بوعلی سینا کے مزار پر پڑھی اور بعد میں بطور یادگار وہاں آویزاں ہوئی۔ فارسی غزل "اگر آں ترکِ انگورہ بدست آرد دل و جاں را" بحرِ اسود کے کنارے "انقرہ" کے ایک حسن رہگزر کی نگہ لطف و کرم کا نتیجہ ہے"۔ جواب نامہ" ایک منظوم خط ہے۔ جسے میں نے اس سفر میں اپنے عزیز دوست حکیم سید احمد علی صاحب خسروی کو ان کے ایک منظوم مکتوب کے جواب میں لکھا تھا۔

"ذکرِ معروف" کے نام کی نظم بغداد میں ۲۱ جولائی ۱۹۵۷ء کو حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر لکھی گئی۔ "آستانۂ حسینؓ پر" نظم اس وقت لکھی گئی جب کہ بغداد سے حلہ، بابل، کوفہ اور نجف اشرف ہوتا ہوا ۲۲ جولائی ۱۹۵۷ء کو کربلائے معلیٰ میں درِ امام حسین علیہ السلام پر پہنچا۔

نجفِ اشرف کی زیارت کے بعد دوپہر کی بے پناہ تپتی ہوئی دھوپ میں جب صحرا سے گزر رہا تھا تو حسین علیہ السلام کے قافلے کا تصور اور اس قیامت کی دھوپ میں اس رہگزر کا نظارہ دل کو تڑپا رہا تھا اور جی چاہتا تھا کہ جی بھر کے خاک اڑائی جائے ؎

Marfat.com

سر پہ ہجومِ دردِ غریبی سے ڈالیے
وہ ایک مشتِ خاک کہ صحرا کہیں جسے

اور اس کے بعد حرمِ اقدس میں پہنچا تو دیکھا کہ چاروں طرف سے درود و سلام کی بارش ہو رہی تھی جو آتا اپنی اپنی بولی میں اپنی کہانیاں بیان کرتا اسی اثنا میں ایک نووارد نے ایک عجیب غمناک لہجہ میں "یاحسین جئت ببابك الكريم" کہہ کر عربی زبان میں اپنی کہانی ایک نظم کی صورت میں شروع کر دی اس کی صدائے دردناک سے دل بھر آیا اور اب ہم نے بھی اس سرکار میں وہ سب کچھ کہنا شروع کر دیا جس کی تمنا دل میں لے کر آئے تھے۔

"بنانِ لبنان" البرج (بیروت) کی ایک محفلِ نغمہ کی یادگار ہے۔ جہاں "بنانِ عربی گو" بساطِ خاک کو حیاتِ نو و عمرِ درازِ طرب و نشاط بخش رہے تھے۔

"شامِ دمشق" دمشق کی ایک محفل میں پڑھی گئی جہاں چند پاکستانی احباب جمع تھے اور "نذرِ عقیدت" سرزمینِ قدس میں رئیس الاحرار مولانا محمد علی مرحوم کے حضور میں پیش کی گئی۔

"نذر مارگریٹ کے حضور میں" ۲۰ اگست ۱۹۵۷ء کو پاکستان ہاؤس لندن کے مشاعرہ میں پڑھی گئی۔ "ایک حادثہ" ایک حادثہ کی یادگار ہے جو پیرس کے حسین ترین بازار "شانزا لیزے" میں پیش آیا اور نظم "گوتہ بزرگ" شاعر المان گوئٹے کے وطن "فرینکفرٹ" میں لکھی گئی۔

نظم "وادیٔ نیل" اس وقت لکھی گئی جب کہ دیارِ مغرب کا یہ مسافر یونان و روم کے کھنڈروں کی سیر کر کے علی الصباح قاہرہ کی سرزمین پر اتر کر نیل کے کنارے کھڑا ہوا اور مدت کے بعد اس کے کانوں میں حجازی لہجے میں اللہ اکبر کی دلنواز صدا گونجی۔

ان کے علاوہ اس سفر کی یادگار اور بھی متعدد نظمیں ہیں جنہیں اگر حالات نے مساعدت کی تو اس سفرنامے میں جس کا تصور دیر سے ذہن میں ہے

Marfat.com

شامل کیا جا سکے گا۔

(۱۴)

جہاں تک جنوں کی حکایات خونچکاں لکھنے کا تعلق ہے "شعر و حکمت" کے علاوہ اور بھی کئی کتابیں اس سے قبل لکھیں جن میں سے کئی کے اوراق پریشاں کا نشان اب میرے پاس بھی نہیں "ترانۂ خلافت" اور "میکدہ" کا ذکر قبل ازیں ہو چکا ہے۔ ۱۹۴۹ء میں ایک مختصر کتاب "اختر و سلمیٰ" کے عنوان سے اختر کی حیاتِ معاشقہ پر لکھی تھی۔

شعر و شاعری کے بعد دوسری چیز جس کے ساتھ سب سے زیادہ وابستگی رہی تاریخِ طب کا موضوع ہے۔ چنانچہ ۱۹۵۷ء میں ایک کتاب "طب العرب" کے نام سے ادارۂ ثقافت اسلامیہ لاہور کی طرف سے شائع ہوئی۔ یہ کتاب مشہور مستشرق پروفیسر براؤن کی تالیف "ارابین میڈیسن" کا اردو ترجمہ تھی جس کے ابتدائی ۱۶۱ صفحات انگریزی سے اردو ترجمہ کی صورت میں تھے اور باقی ۴۰۴ صفحات تشریحات و تنقیدات پر مشتمل تھے۔

۱۹۵۸ء میں مجھے ٹرکش ہسٹری آف میڈیسن کی ایسوسی ایشن کا رکن نامزد کیا گیا اور اس ضمن میں حال ہی میں میری ایک کتاب "ترکی نظام طب کی تاریخ" شائع ہوئی جو ترکوں کی قدیم تاریخی طبی خدمات پر تبصرہ کی صورت میں تھی۔ تصنیف و تالیف کے ساتھ ساتھ اردو ادب اور زبان میں اضافات کے پیش نظر ایک حد تک زبانوں کی تحصیل کا شوق بھی قائم رہا چنانچہ عربی فارسی اور انگریزی کے بعد ترکی زبان کا اور پھر فرانسیسی زبان کا شوق پیدا ہوا اور حال ہی میں پنجاب یونیورسٹی سے ان کے امتحانات پاس کرنے کی سعادت حاصل کر چکا ہوں۔

(۱۵)

ماضی و حال کی داستان بیان ہو چکی اور اب چند باتیں اپنے تجربہ کی بنا پر اردو شعر و ادب کے مستقبل کے سلسلے میں بھی کہنا چاہتا ہوں۔

Marfat.com

قبل ازیں عرض کر چکا ہوں کہ میں نے آخر کی معیت میں اردو ادب اور شعر میں انگریزی ہندی اور ایرانی الفاظ و تخیلات و افکار کے امتزاج کے ساتھ ساتھ عربی تصورات و طرز محاکات کے اضافہ کی جدوجہد جاری کی تھی۔ یہ بات آج سے بیس سال پہلے کی تھی۔

لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج جب کہ ذرائع سفر کی آسانیوں نے تمام دنیا کو سمیٹ کر ایک شہر بنا دیا ہے اور ملک میں مختلف زبانوں کے ادب۔ علوم اور السنہ کی تحصیل کا شوق عام ہو چکا ہے۔ ضرورت ہے کہ پاکستان میں اردو کے دامن کو نہ صرف عربی بلکہ بلوچی، سرحدی سندھی، بنگالی اور پنجابی زبانوں کے حسین الفاظ و افکار سے مالا مال کیا جائے بلکہ اس سے آگے بڑھ کر اس میں فرانسیسی، جرمن اور اطالوی ادب کی مفید چیزوں کا بھی اضافہ کیا جائے۔

اپنے گذشتہ سفر کے دوران میں جب کہ میں ایران، مصر، عراق، لبنان اور شام کے گلی کوچوں میں پھرتا تھا۔ خاص طور سے اس چیز کی جستجو میں تھا کہ موجودہ دور نہضت علمیہ نے فارسی اور عربی ادب اور شعر پر کس قدر حیرت انگیز وسیع اور ہمہ گیر اثر ڈالا ہے۔ اور فارس و عرب کے عصر حاضر کے شاعروں اور ادیبوں نے عربی اور فارسی زبانوں کو بلند سے بلند تر اور دنیا کی عظیم ترین کارآمد زبانیں بنانے میں کس قدر اہم پارٹ ادا کیا ہے اور اس کام میں خصوصیت کے ساتھ عارف قزوینی، خلیل جبران، حافظ جمیل، احمد شوقی اور ان کے ساتھیوں کا حصہ کس قدر اہم ہے۔

اس موضوع پر تفصیلی بحث کے لئے اردو اور اس کے مستقبل کا یہ مسئلہ ایک علیحدہ کتاب کا محتاج ہے اور ظاہر ہے کہ "شعر و حکمۃ" کا یہ مقدمہ اس کا متحمل نہیں ہو سکتا میرا مقصد یہاں اس ضمن میں صرف اس قدر عرض کرنا تھا کہ اردو شعر کی منزلوں کی جستجو میں میں نے کن کن راہوں کو عبور کرنے کی کوشش کی اور اس وقت بظاہر کون کون سی راہیں ایسی نظر آ رہی ہیں جنہیں عبور کرنا ہوگا۔

اپنی عمر میں جب سے ہوش سنبھالا ان آنکھوں نے اس ملک میں جہاں بے شمار سیاسی انقلابات دیکھے وہاں اردو ادب میں بھی تقریباً ہر دس پندرہ سال کے بعد ایک

Marfat.com

نئے انقلاب کا دور نظر آیا جو بلاشبہ ایک نئے عہد کا داعی اور نقیب تھا۔ مجھے یقین ہے کہ اب قیام پاکستان کے بعد جدید ایرانی اور عربی ادب کی طرح اردو زبان بھی ایک نئے اور اہم علمی دور میں داخل ہوگی اور یقیناً ماضی کے معمارانِ ادب کی خدمات اس کے لئے سنگِ میل ثابت ہوں گی۔

اس گزارش کے بعد اب اپنی اس داستان کو ختم کرتا ہوں جسے آپ بلاشبہ "**شعر و حکمۃ**" کی داستان سے تعبیر کر سکتے ہیں اور اگر چاہیں تو ایک حد تک ماضی قریب کے دور کی شاعری کے افسانے سے بھی اور اپنے جنون کی ان منظوم حکایات خونچکاں کو جنہیں قیام لاہور کے بعد گزشتہ پینتیس سال سے غزلوں اور نظموں کی صورت میں وقتاً فوقتاً لکھتا رہا پیش کرتا ہوں۔ اس کے حسن و قبح کا فیصلہ جیسا کہ ابتدا میں عرض کیا اب یہ زمانہ اور آنے والا دور کرے گا میں نے جو کچھ دیکھا اور محسوس کیا کہہ دیا اور کہتا رہا تا آنکہ ایک کتاب بن گئی۔ ع

افسانہ کہ گفت نظیری کتاب شد

نظیر واسطی

۲۲ جولائی ۱۹۵۹ء

Marfat.com

Marfat.com

محرابِ حرم

Marfat.com

Marfat.com

نسیمِ حجاز

جو بہارِ باغِ خلیلؑ تھی کبھی نور میں کبھی نار میں
وہی لالہ کار تھی ہر طرف کبھی دشت میں کبھی غار میں
نہ وہ بتکدوں میں سنی کبھی، نہ وہ مسجدوں سے اٹھی کبھی
وہ صدا کہ نالۂ درد تھی کسی دل جلے کی پکار میں
جسے شوق راہِ صفا نہیں اسے نفعِ سعیٔ صفا سے کیا
اُسے بہرِ طوفِ حرم سے کیا نہیں جو بلاکشِ لگار میں
عجب انقلابِ زماں ہوا کہ نظامِ دہر بدل گیا
نہ وہ گریہ موسمِ ابر میں نہ وہ خندہ شامِ بہار میں
جو مسیحیوں کو لبھا گئی جو کلیمیوں کو لٹا گئی
وہ عجب نسیمِ بہار تھی جو چلی عرب کے دیار میں

Marfat.com

ساقیٔ کوثرؐ کے حضور میں

کر عطا اپنی نگاہوں کی شراب اے ساقی
کہ ترا ساقیٔ کوثر ہے خطاب اے ساقی

جام پر جام لٹا، تیرے خرابات کی خیر
بھیک دینا ہے فقیروں کو ثواب اے ساقی

زلفِ شبرنگ کی گلبار گھٹاؤں کے تلے
اپنی آنکھوں کا پلا بادۂ ناب اے ساقی

تیرے جلوے کو ترستے ہیں ترے بادہ پرست
تا بکے اپنے غلاموں سے حجاب اے ساقی

نوعروسانِ بہاراں کو صبا نے چھیڑا
بن گئی باغ کی ہر شاخ رباب اے ساقی

پھر اک انگشت سے مہتاب کے ٹکڑے کر دے
پھر اٹھا زلف کا چہرے سے نقاب اے ساقی

تو اگر خاک کو چاہے تو بنا دے اکسیر

Marfat.com

ہے ترے پاس وہ حکمت کی کتاب اے ساقی
صُحفِ دینِ براہیمؑ ہیں رخشندہ نقوش
رخِ روشن ہے ترا اُن کا جواب اے ساقی
آ کے اک اک نے سنایا ترا افسانۂ حسن
ختم یوں تجھ پہ ہوا عشق کا باب اے ساقی
قَابَ قَوْسَیْن کا غل فرش سے تا عرش ہُوا
جُھک گئی تو سنِ گردوں کی رکاب اے ساقی
نونہالانِ گلستاں پہ نہ آئی تھی بہار
تو نے بخشا گل و لالہ کو شباب اے ساقی
لوگ کرتے ہیں خُمِ بادۂ رنگیں خالی
میری مستی تری آنکھوں کی شراب اے ساقی
دلِ نازک پہ ہے طوفانِ حوادث کی نگاہ
موج کے ہاتھ میں ہے جامِ حباب اے ساقی
اب نہ وہ گل، نہ وہ گلشن، نہ وہ رقصِ لبِ جُو
ہر طرف خار ہیں اور دشت و سراب اے ساقی

Marfat.com

شورِ ناقوسِ برہمن سے دبی بانگِ اذاں
بت خدائی کے لگے دیکھنے خواب اے ساقی

خس و خاشاک تو پہلے ہی سے تھے خوار و زبوں
آج پھولوں کی بھی مٹی ہے خراب اے ساقی

تیری مینڈوں پہ جو چھایا تھا بہاروں کی طرح
آج آنکھوں سے گریزاں ہے وہ خواب اے ساقی

تیری رحمت کے سمندر میں جو طوفاں لے آئے
لے کے آیا ہوں میں وہ چشمِ پُرآب اے ساقی

منتظر چشمِ جہاں ہے کہ پھر اٹھے شاید
طرفِ کعبہ سے رحمت کا سحاب اے ساقی

Marfat.com

طلائی جلوہ گاہ

غارِ حرا کو دیکھ کر

پھول کو سامانِ نکہت خارزاروں میں ملا
ابنِ آدم کو سکونِ قلب غاروں میں ملا

ابتدا میں آدمی کا تربیت خانہ بھی غار
آخری تہذیبِ انسانی کا کاشانہ بھی غار

○

اللہ اللہ جلوہ زارِ منظرِ غارِ حرا
عرش سے اونچا بلندی میں سرِ غارِ حرا

ضو فشاں ہے خاکِ بطحا پر ستارے کی طرح
جلوہ گر ہے رفعتوں میں ماہ پارے کی طرح

مسکراتا ہے بلندی پر گھٹاؤں کی طرح
جھومتا ہے سنبلستان کی ہواؤں کی طرح

نورِ حکمت

Marfat.com

اِس کے دامن میں رواں ہے بیخودی کی سلسبیل
جس طرح زمزم پسِ دیوارِ بتگاہِ خلیلؑ

○

ذرّے ذرّے میں ہُوا بیدار شوقِ آرزو
چٹکیاں لینے لگا سینے میں شوقِ آرزو
حسن پستی سے گریزاں عشق پیرا حسن کا
قلّۂ کہسار پر چمکا ستارا حسن کا
آگیا صحرا میں آخر رنگ و بو کا کارواں
جس طرح مہتاب سوئے جلوہ گاہِ کہکشاں
جگمگا اٹھی فضا جلووں سے کوہِ نور کی
غار سے پھیلی زمانے میں تجلّی طور کی

○

آہ یہ غارِ حرا، گہوارۂ عرشِ بریں
عَلَّمَ الانسان کا مکتب، مہبطِ روح الامیں
یہ جبینِ مصطفےٰ کی سجدہ گاہِ اوّلیں
مصطفےٰ ماجاء اِلّا رحمۃً للعالمیں

Marfat.com

یہ خُمستاں جس کی مے سے مست بزمِ ہوش ہے
سربلندی میں فرازِ چرخ سے ہمدوش ہے
شمع سے اِس کی جہانِ زندگی روشن ہوا
دامنِ کہسار رشکِ وادیٔ ایمن ہوا

○

اللہ اللہ، رونقِ ایوانِ شاہِ دوجہاں
ہیں نمایاں مثلِ انجم جس میں سجدوں کے نشاں
آنسوؤں کے لعل و گوہر کا خزینہ ہے جہاں
ذرّہ ذرّہ اِک درخشاں آبگینہ ہے جہاں
حسن تاباں ہے جہاں، جلوے فروزاں ہیں جہاں
شنگریزوں میں مہ و خورشید خنداں ہیں جہاں
جس کا ہر گوشہ جہانِ قُدس کا افسانہ ہے
بادۂ توحید کا یہ اوّلیں خُمخانہ ہے
جس کا پرتو ہیں ستارے جس کا آئینہ ہے ماہ
ہے یہ اُس مہرِ درخشاں کی طلائی جلوہ گاہ

غارِ حرا — ۴ر جون ۱۹۶۰ء

Marfat.com

غزل

تری جالیوں سے پرے کبھی جو نگاہِ شوق نکل گئی
تری جلوہ گاہ جمال میں ترے آستاں پہ مچل گئی

یونہی رات عمرِ عزیز کی ترے انتظار میں ڈھل گئی
مری شمعِ محفلِ آرزو کبھی بجھ گئی، کبھی جل گئی

ترے کوئے ناز سے شور اٹھا کہ اک اور غمزۂ دلربا
تری تیغ حسن جہانستاں جو گلوئے عشق پہ چل گئی

کششِ نظامِ دل و نظر تری چشمِ لطف و کرم سے ہے
جو تری نگاہ بدل گئی تو ہر اک نگاہ بدل گئی

لَمَعَاتُ حُسْنِکَ اشْرَقَتْ جَذْبَاتُ عِشْقِکَ اَحْرَقَتْ

مری خاکِ وادیٔ طورِ دل تری برقِ جلوہ سے جل گئی

کوئی نذر کام نہ آ سکی، تری بارگاہِ قبول میں
مگر اک فغانِ دلِ حزیں جو غزل کے روپ میں ڈھل گئی

مدینہ منورہ ——— ۱۷ جون ۱۹۶۰ء

Marfat.com

سلام

تمہیں وطن کی ہوائیں سلام کہتی ہیں
مرے چمن کی فضائیں سلام کہتی ہیں

عطا ہوئیں جو عجم کے حسیں مناظر کو
وہ دلکشی، وہ ادائیں سلام کہتی ہیں

وہ عہدِ گل، وہ لبِ جو، وہ بزمِ سرو و سمن
وہ قمریوں کی صدائیں سلام کہتی ہیں

زبانِ لالہ و گل ہے جو نغمہ سنج درود
تو بلبلوں کی نوائیں سلام کہتی ہیں

تمہاری یاد میں برسیں جو بن کے ابرِ بہار
وہ آنسوؤں کی گھٹائیں سلام کہتی ہیں

درِ قبول پہ جو بار یاب ہو نہ سکیں
وہ غم نصیب دعائیں سلام کہتی ہیں

تمہارے ہجر میں اٹھیں جو خانقاہوں سے
وہ اہلِ دل کی صدائیں سلام کہتی ہیں

تمہارے نام کی عزت پہ ہو گئیں جو نثار
وہ غازیوں کی وفائیں سلام کہتی ہیں

مرے وطن سے جو آئی ہمیں لے کے بوئے وفا
وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں سلام کہتی ہیں

مدینہ طیبہ ۱۸ جون ۱۹۶۰ء

Marfat.com

پیامِ عید

گل و گلشن پہ ہے رحمت کی گھٹا آج کے دن
اپنے مستوں سے بہت خوش ہے خدا آج کے دن
بادۂ عیش سے مہکی ہے ہوا آج کے دن
نکہتِ شعر سے مہکی ہے فضا آج کے دن
چار سو موجِ غنا، بادِ دزاں ، حسن جواں
اپنی تقدیر پہ نازاں ہے دعا آج کے دن

لے کے آیا مہ و انجم کو فلک بہرِ نثار
جگمگایا ہے شبستانِ حرا آج کے دن
اَللّٰھُمَّ لَکَ لَبَّیْکَ کی آوازوں سے
جھوم اٹھے دشت و جبل ارض و سما آج کے دن
جنّتِ گوش ہے اب تک جبلِ رحمت سے
خطبۂ صاحبِ لَولاک لما آج کے دن
وادیٔ ابنِ براہیمؑ سے آتی ہے صدا
عید ہے شوقِ شہادت کا صلا آج کے دن

Marfat.com

عیدِ بہار

رنگ و نکہت سے ہے معمور فضا آج کے دن
گھر کے آئی ہے مسرّت کی گھٹا آج کے دن

وادیٔ نیلؔ پہ چھایا ہے بہاروں کا سماں
گرم ہے مصرؔ میں بازارِ وفا آج کے دن

خونِ مظلوم سے رنگیں تھی سمرؔ نا کی زمیں
غیرتِ لالہ ہے ترکوں کی قبا آج کے دن

چمن آرا تھی حسینؓ ابنِ علیؓ کی تکبیر
رنگ لائی ہے زمینِ شہدا آج کے دن

چاند نے جھک کے کیا گنبدِ خضرا کو سلام
مسکرائی ہے مدینے کی فضا آج کے دن

عنبر افشاں ہوئی اجمیرؔ کے میخانے میں
خواجۂ چشتؔ کے گیسو کی ہوا آج کے دن

Marfat.com

ابنِ قاسمؓ کے گُل عارضِ رنگیں کی بہار
وادیٔ سندھ پہ ہے جلوہ نما آج کے دن

خطۂ جنّتِ کشمیر کے زندانوں میں
نغمہ پیرا ہے عنادل کی صدا آج کے دن

جنّتِ گوش ہے دہلی کے صنم خانوں میں
چار سُو زمزمۂ حمد و ثنا آج کے دن

خاکِ خیبر سے چٹاگانگ کے ایوانوں تک
شور ہے صَلِّ علےٰ صَلِّ علےٰ آج کے دن

شعر کی خلوتِ مسرور کے خمخانے میں
مست ہے، نیّرِ آشفتہ نوا آج کے دن

Marfat.com

عیدِ اضحیٰ

ریگ زارِ عرب میں

عید لائی عرب ستاں میں بہاروں کا سماں
جنّتِ قدس کے سرمست نظاروں کا سماں

بیتِ معمور ہے ہر ذرّۂ صحرائے حجاز
بادۂ شوق سے لبریز ہے مینائے حجاز

رات کو ریت پہ سرسبز کھجوروں کا سماں
جیسے کمخواب میں لپٹی ہوئی حوروں کا سماں

یوں رواں دشت میں اونٹوں کی مہاروں کا ہجوم
جیسے دریا میں جہازوں کی قطاروں کا ہجوم

شب کو صحراؤں میں جگنو کے شراروں کا ہجوم
جیسے سیّاروں کے آوارہ نظاروں کا ہجوم

چرخ پر جلوہ نمایوں مہِ تاباں کی پری
جیسے بلّور کی مینا مئے سیمیں سے بھری

Marfat.com

گیت ٹیلوں پہ جوانانِ وطن گاتے ہیں
خُمِ مئی زلفوں کو صحراؤں میں لہراتے ہیں

○

جُھومتے حلقہ بگوشانِ حرم پھرتے ہیں،
چار سو خانہ بدوشانِ حرم پھرتے ہیں
مَست جب جُھوم کے تا بابِ سلام آتے ہیں
عرش سے عشق و محبّت کے پیام آتے ہیں
آئے میزاب پہ رندانِ حرم وقتِ طواف
لب پہ لَبَّیْكَ ہے ہاتھوں میں ہے کعبے کا غلاف
چاہِ زمزم پہ وہ مستوں کی قطاروں کا ہجوم
جیسے میخانے پہ ہو بادہ گساروں کا ہجوم
دشت میں نہرِ زبیدہ کے نظاروں کا سماں
جیسے تسنیم کی شاداب بہاروں کا سماں
لَاشَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ کی ہر سو ہے صدا
یعنی منظور نہیں کوئی بجز ذاتِ خدا

○

Marfat.com

جبلِ نور سے مستانہ ہوا آتی ہے
نشّہ برساتی، ہوئی بادِ صبا آتی ہے

شہرِ جاناں میں ترانوں کی نوا گونجتی ہے
طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا کی صدا گونجتی ہے

چار سُو بال فشاں وادیٔ سینا کی بہار
نور میں بھیگی ہوئی گنبدِ خضرا کی بہار

یُوں دمِ صبح مدینے میں اذاں ہوتی ہے
جیسے بچھڑے ہوئے عاشق کی فغاں ہوتی ہے

آہیں شعلوں کی طرح دل سے لپک اٹھتی ہیں
جالیاں گنبدِ خضرا کی چمک اٹھتی ہیں

جھومتی بدر کے میداں سے نسیم آتی ہے
باغِ فردوس کے پھولوں کی شمیم آتی ہے

خاکِ خیبر سے جو صحرا میں ہوا آتی ہے
اَسَدُ اللّٰہ کے نعروں کی صدا آتی ہے

آج صحرائے منیٰ سے یہ ندا آتی ہے
جیتے ہیں وہ جنہیں مرنے کی ادا آتی ہے

Marfat.com

نشاطِ خودی

دیکھ اے چشمِ زمانہ مری تحقیر نہ کر
نقش ہیں میرے فسانے تری پیشانی پر
یادگارِ طربِ بزمِ ارسطو ہوں میں
شمع کی آنکھ کا ڈھلکا ہوا آنسو ہوں میں
دفن ہیں مصر کی مٹی میں خزانے میرے
یاد ہیں مشرق و مغرب کو فسانے میرے

مئے اندوہ ربا ہے مرے پیمانے میں
جو لٹی تھی کبھی بغداد کے میخانے میں
میں زمانے کے مصائب کی دوا لایا ہوں
دلِ میں دردِ غمِ مخلوقِ خدا لایا ہوں
میری تدبیر سے صحت کے سمندر اُبلے
سینکڑوں ڈوبنے والوں کے سفینے اُچھلے

Marfat.com

شیخؒ و شیرازیؒ و طبریؒ کی نشانی ہوں میں
عظمت و شوکتِ رفتہ کی کہانی ہوں میں
جُرعہ نوشِ قدحِ طوسیؒ و رازیؒ ہوں میں
مستِ خمخانۂ صہبائے حجازی ہوں میں

میرے سینے میں نہاں فلسفۂ سینا ہے
میرا سینہ ہے کہ انوار کا گنجینہ ہے

Marfat.com

Marfat.com

یادِ رفتگاں

Marfat.com

Marfat.com

اختر

گھٹا کعبے سے اُٹھی اور برسی خاکِ ایراں پر
ہوئی رحمت کی بارش شعر و حکمت کے گلستاں پر
اسی گلشن میں حافظؒ نے سرودِ آتشیں چھیڑا
کنارِ آبِ رکنا باد سازِ دل نشیں چھیڑا
اسی محفل میں کھولے رازِ مستی آ کے جامیؒ نے
جہانِ شعر کو بخشا نظامِ نو نظامیؒ نے

جہانِ نو میں پھر اُردو غزل خوانوں کا دور آیا
نئے رِند آئے اور رندوں کے پیمانوں کا دور آیا
اب اس محفل میں میرؔ و آتشؔ آتش بیاں آئے
جنابِ داغؔ آئے اور امیرؔ نکتہ داں آئے
پھر آخر اس چمن میں اخترِ رنگیں بیاں آیا
گلوں کا ہم نشیں آیا صبا کا رازداں آیا

Marfat.com

وہ عذرا کے فسونِ ناز کی رنگیں ادا لایا
وہ بوئے زلفِ سلمیٰ کی بہارِ جانفزا لایا
عجب طرزِ نوا لے کر گدائے میکدہ آیا
زبانِ میر لایا اور بیانِ میرزا لایا
وہ بزمِ غالبِ رنگیں نوا کی یادگار آیا
وہ گلگشتِ چمن زارِ مصلّٰے کی بہار آیا

○

الٰہی! اُس کی تربت خلد زارِ نور ہو جائے
نسیمِ شہرِ خاموشاں شمیمِ حور ہو جائے
لحد کو اس کی یارب یاسمن زارِ جناں کر دے
اور اس کے نام کو نقشِ حیاتِ جاوداں کر دے

Marfat.com

بیادِ اختر شیرانی

فضائے عشق کو ماتم گسار چھوڑ گیا
جہاں میں نقشِ وفا یادگار چھوڑ گیا

پیامِ دیدۂ افسانہ کار چھوڑ گیا
حکایتِ خمِ گیسوئے یار چھوڑ گیا

نظر میں اک خلشِ انتظار چھوڑ گیا
جگر میں اک تپشِ دردکار چھوڑ گیا

سنا کے راہِ محبت میں نغمہ ہائے جنوں
قبائے لالہ و گل تار تار چھوڑ گیا

افق کے پار گیا خندہ زن بہاروں پر
چمن کو غمزدہ و سوگوار چھوڑ گیا

بساطِ خاک کو دے کر بہارِ لالہ و گل
چمن کے سینے پہ زخمِ بہار چھوڑ گیا

شبِ بہار میں تاروں کی روشنی کیلئے
متاعِ گریۂ خونبار چھوڑ گیا

پٹک کے جامِ زمانے کی بے ثباتی پر
نشانِ ہستیٔ ناپائیدار چھوڑ گیا

شرابِ شعر کی رنگیں فضا پہ لہرا کر
سرودِ خمکدۂ نوبہار چھوڑ گیا

Marfat.com

قسمتِ بادہ

حضرت اختر شیرانی اور مولانا حسرت کی ابدی آرام گاہوں کے
قریب شراب کی بھٹی برآمد ہونے کی اطلاع پر ——————

○

بادشاہیٔ جہاں گزراں کچھ بھی نہیں
آدمی کیوں نہ گدائے درِ میخانہ بنے

حرم و دیر سے کچھ بھی نہ ملا سجدوں کو
کیوں نہ سرِ خاکِ رہِ منزلِ جانانہ بنے

آگ کی سیج پہ نیند آگئی پروانوں کو
شمع اب زینتِ کاشانہ بنے یا نہ بنے

موجِ مے، نغمۂ نے، آبِ رواں، حسنِ جواں
اک حقیقت ہے کہ افسانہ در افسانہ بنے

قسمتِ بادہ، کہ اس خاک پہ رندانِ ازل
گھر جہاں جا کے بنائیں وہیں خمخانہ بنے

Marfat.com

ایک یاد

چمن زارِ جہاں میں ہے بہارِ جانفزا اب بھی
گلے ملتی ہے سرمستی میں پھولوں سے صبا اب بھی

ابھی تک رنگ بھرتی ہے شفق لالے کے دامن میں
ابھی تک حشر برپا ہے غنادل کے نشیمن میں

ابھی تک برقِ آوارہ ہے رقصاں کوہساروں میں
ابھی تک بیخودی سی چھا رہی ہے لالہ زاروں میں

چمن میں ہے نوائے سوز و سازِ آبشار اب بھی
غریقِ نشّہ ہے دوشیزۂ ابرِ بہار اب بھی

گھٹا کعبے سے اب بھی جانبِ میخانہ آتی ہے
ابھی تک میکشوں کو لغزشِ مستانہ آتی ہے

بچھاتا ہے زمیں پر فرشِ شب کو ماہتاب اب بھی
چمن میں ہے بہارِ نغمہ و شعر و شباب اب بھی

غرض گلشن میں ہے ہنگامۂ حسن و ضیا برپا
وہی پھولوں کی رعنائی، وہی ساغر، وہی مینا

مگر اس بزمِ مے میں جب نہیں وہ دلربا ساقی
تو یہ گلشن، یہ پیمانہ، یہ میخانہ ہے کیوں باقی

Marfat.com

بزمؔی کے تابوت کی خبر سُن کر

خبر آئی ہے کہ وہ ماہِ رواں آتا ہے
مہِ تاباں طرفِ کاہکشاں آتا ہے

جس کے انوارِ تبسّم سے فضا تھی معمور
آج پہلو میں لئے سوزِ نہاں آتا ہے

جس کا مشتاق تھا مدّت سے کنارِ رادی
سات دریاؤں سے وہ حسنِ رواں آتا ہے

محفلِ انجم و مہتاب کو برہم کر دو
کہ وہ خورشیدِ جبیں نور فشاں آتا ہے

جب گیا تھا تو تمنائیں تھیں اُس کے ہمراہ
ساتھ اب قافلۂ آہ و فغاں آتا ہے

یا دِلاہور نے شاید اسے بیچین کیا
اپنے وعدے سے بھی پہلے جو یہاں آتا ہے

Marfat.com

بزمیؔ مرحوم کی تربت دیکھ کر

جو غار بن چکی تھی

آہ، اے خاکِ بزمیؔ مرحوم — تیرے تابوت کو ہزار سلام

کر رہا ہے زبانِ حال سے جو — شکوۂ جورِ گردشِ ایّام

تو ہے عنوان اس کہانی کا — جس کی تفصیل ہے الم انجام

اب نہیں تیرے در پہ میر و وزیر — اِک شجر ہے جو کر رہا ہے سلام

رونے والوں کی فکر کیا تجھ کو — تجھ پہ گریاں ہے چرخِ نیلی فام

مٹ چلا تیرا نقشِ قبر تو کیا — صفحۂ دہر پہ ہے تیرا نام

پھول تربت پہ گر نہیں ہیں تو کیا — ہے ہر اک ذرّہ یاسمیں اندام

بن گئی غار تیری قبر تو کیا — اس میں پنہاں ہے نورِ ماہِ تمام

جھک گئی فرطِ خاکساری سے — اُف! تری قبر کا بلند مقام

○

کاش تیرا جسد وہیں رہتا — ہیں جہاں اہلِ فن بلند مقام

Marfat.com

کاش اُس وقت قتل ہوجاتا　　جب کہ بھجنی رکھا گیا ترا نام
جو بدلتے ہیں رخ زمانے کا　　ہیں یہاں وقفِ گردشِ ایّام

○

تجھ کو پردیسیوں نے پہنچایا　　تیرے لاہور میں بصد اکرام
آئے نیویارک کے نمائندے　　تیری میّت پہ بہرِ عرضِ سلام
لیکن اہلِ وطن نہ جان سکے　　اپنے عالی گُہر کا اوجِ مقام
آہ ! اِن تنگ ظرف زندہ دلوں نے　　تجھ کو پھینکا سمجھ کے ٹوٹا جام

لیکن اے دوست! میرے پیارے دوست!
دِل میں تیرے رہے گا تو مدام

Marfat.com

مولانا ظفر علی خاںؒ

لُٹا جو گلشنِ دہلی کا کاروانِ بہار — تو شاخِ گل پہ عنادل کا آشیاں نہ رہا
بساط الٹ گئی جب محفلِ شبانہ کی — وہ کہکشاں وہ ستارے وہ آسماں نہ رہا
صبا کی چال میں مستانہ لغزشیں نہ رہیں — گلوں میں رنگِ بہارِ شررفشاں نہ رہا
زبان گنگ ہوئی جرأتِ بیاں کے لئے — قلم میں شعلۂ شمشیرِ اصفہاں نہ رہا
صدائے طوق و سلاسل سے گونج اٹھے زنداں — نوائے لشکرِ احرار کا نشاں نہ رہا
قبائے صوفی و ملا غریقِ بادہ ہوئی — جلالِ منبر و محراب کا سماں نہ رہا
خدا فروش فقیہوں کی بک گئی دستار — دلوں سے ربطِ ہم آہنگیٔ زباں نہ رہا
جھکا لیا اسے انگریز کی سیاست نے — سرِ اکابرِ دیں زینتِ سناں نہ رہا

خزاں کے ہاتھ میں تھا نظمِ گلستانِ وطن
زمیں کے حال پہ گریاں تھا آسمانِ وطن

○

اٹھا چناب کی وادی سے ایک ابرِ بہار — زمینِ وادیٔ گنگ و جمن نکھار آیا

Marfat.com

مثالِ گریۂ ابرِ بہار اشک فشاں — بسانِ خندۂ شمشیرِ آبدار آیا

اٹھا قدم تو گل و لالہ نے قدم چومے — ہر ایک سرو لئے رایتِ بہار آیا

پھر آئی حافظ و رومی کی انجمن میں بہار — شرابِ حافظ و رومی کا بادہ خوار آیا

ہر ایک گام پہ اقبال ہمرکاب ہوا — جہانِ حالی و شبلی کی یادگار آیا

ابوالکلام و محمد علی کی محفل میں — زمینِ ملکِ صحافت کا تاجدار آیا

ہوئی زمیں پہ درود و سلام کی بارش — وہ مدح خوانِ رسولِ فلک وقار آیا

زباں پہ اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ — لئے بتوں میں وہ توحید کی پکار آیا

ہر اک محاذ پہ زنجیر و دار سے کھیلا — لئے جلو میں وہ زنجیر و طوق و دار آیا

تمام عمر وہ برق و شرار سے کھیلا — قلم میں برق، زباں پر لئے شرار آیا

فضائے سرو و سمن میں بہار سے کھیلا — لئے لبوں پہ وہ صد نغمۂ ہزار آیا

ظفر علی ظفرِ دین و ملتِ اسلام

رہے گا دہر میں زندہ ظفر علی کا نام

Marfat.com

تیرِ نیمکش

Marfat.com

Marfat.com

خطاب بہ ساقی

چشمِ میگوں ہے تری بادہ چکاں اے ساقی!
تیرے ساغر سے ہے سرشارِ جہاں اے ساقی!
تو نے پھر ابلقِ ایّام کا رُخ پھیر دیا
تھی تیرے ہاتھ میں قسمت کی عناں اے ساقی!
تو نے صحرا میں پھر اک آبلہ پا بھیج دیا
خشک تھی دیر سے کانٹوں کی زباں اے ساقی!
مِٹ گئے اور سب آثارِ جم و کے، لیکن
تیرا خمخانہ ہے آباد یہاں اے ساقی!
مجھ کو اُس شاعرِ رومان سے ہے نسبتِ خاص
تھا جو سرحلقۂ رندانِ جہاں اے ساقی!

Marfat.com

افسانہ

فسانۂ شبِ ہجر و وصالِ یار ہوں میں
خزاں نصیب ہوں، پروردۂ بہار ہوں میں

فغانِ یاس ہوں میں، نالۂ ہزار ہوں میں
چمن میں رہ کے بھی بیگانۂ بہار ہوں میں

ہوائے صبحِ طرب جس کو لہلہا نہ سکی
چمن میں وہ گلِ نورستۂ بہار ہوں میں

چمن میں آتشِ گل نے چمن کو پھونک دیا
چمن کے شعلہ عذاروں کا سوگوار ہوں میں

○

حریمِ دل میں نہ گونجا کبھی ترانۂ شوق
سوادِ یاس میں اک ماتمِ بہار ہوں میں

کسی کا پرتوِ عارض ہے مجھ پہ جلوہ فگن
چمن پہ سایۂ رنگینیٔ بہار ہوں میں

Marfat.com

شریکِ رنج ہوں سلمائے تیرہ اختر کا
دلِ شکستۂ عذرا کا غم گسار ہوں میں

بیادِ شامِ شبستانِ مہوشانِ اودھ
سحابِ گریہ سے اب تک ستارہ بار ہوں میں

مری جبیں پہ ہے گردِ زمینِ لچھمن و رام
دیارِ عشق و محبت کا رہسپار ہوں میں

بفیضِ شاعرِ سلمائے رنگ و نکہت و نور
بہارِ شعر ہوں میں، شاعرِ بہار ہوں میں

طبیبِ عصر ہوں اور شاعرِ یگانۂ عصر
ہنر میں حضرتِ مومن کی یادگار ہوں میں

Marfat.com

کیفِ انتظار

میرے سرودِ شعر کی دنیا کب آئے گی
اِس انجمن میں انجمن آرا کب آئے گی؟

انجم ہیں بیقرار کہ قدموں پہ ہوں نثار
وہ رشکِ حسنِ ماہ و ثریّا کب آئے گی؟

شرمندہ اُس سے رونقِ بازارِ مہر و ماہ
دل جس کا مشتری ہے وہ زہرہ کب آئے گی؟

سنبل کو پیچ و تاب ہے نرگس کو انتظار
وادی میں بوئے زلفِ سلیمیٰ کب آئے گی؟

اک بے نوا فقیر کی آغوشِ شوق میں
سلطانہ حسین و خود آرا کب آئے گی؟

مدّت ہوئی کہ خانۂ راہب ہے بے چراغ
وہ روشنیٔ دشتِ تمنّا کب آئے گی؟

میری شرابِ آخر و غالب کی مے نہیں
ہشیار جس سے دِل ہو وہ صہبا کب آئے گی؟

دیکھا تھا بام پر اسے ہمجولیوں کے ساتھ
اب دیکھنا ہے یہ کہ وہ تنہا کب آئے گی؟

اِک نیم جاں طبیب ہے بیمارِ دردِ ہجر
بہرِ شفا وہ جانِ مداوا کب آئے گی؟

Marfat.com

بیادِ یک جلوۂ فرنگ

ایک یاد

وہ بجلیاں سی دل پہ گرا کر چلی گئی
بدلی کی طرح روح پہ چھا کر چلی گئی

پہلے بہارِ عشق دکھا کر چلی گئی
پھر جامِ زہرِ عشق پلا کر چلی گئی

آئی سوادِ سندھ سے اک نگ و بو کی موج
جو سیلِ رنگ و بُو میں بہا کر چلی گئی

وہ لالہ گوں لباس، وہ گردن چراغِ طُور
مُرخ آندھیوں میں شمع جلا کر چلی گئی

سُرخی لبوں کی سرخیٔ افسانۂ حیات
سو حسرتوں کا خون بہا کر چلی گئی

وہ حلقہ ہائے گیسوئے زرّیں کا سر بتاج
سکّہ دلوں پہ جس کا بٹھا کر چلی گئی

سوزِ فراق سے در و دیوار جل اٹھے
دیوار و در کو آگ لگا کر چلی گئی

بیٹھی تو نظمِ گردشِ ایام رُک گیا
اُٹھی تو ایک حشر اٹھا کر چلی گئی

اک عالمِ اصولِ کتاب و حدیث کو
وہ صومعہ کی راہ دکھا کر چلی گئی

رشکِ مسیح، روحِ کلیسا، خدائے حُسن
تثلیث کی کتاب پڑھا کر چلی گئی

شاداب ہو گیا چمنستانِ کائنات
ایسی بہار آئی اور آ کر چلی گئی

Marfat.com

ایک یاد

وادیِ کاغان میں سیف الملوک کی جھیل پر

پھر وہی گُل بدن و سبز قبا یاد آئی
پھر وہ فردوسِ نظر، حور لقا یاد آئی

پھر وہی ساقیۂ ہوش ربا یاد آئی
پھر وہ میخانے پہ رحمت کی گھٹا یاد آئی

عنبر افشاں ہے تصور میں پھر اک غالیہ مُو
پھر وہ لہراتی ہوئی زلفِ دوتا یاد آئی

نور و نکہت سے ہے معمور دیارِ کاغان
کہ مجھے کوچۂ جاناں کی فضا یاد آئی

دیر سے سازِ دل و تارِ رگِ جاں تھے خموش
زخمۂ عشق کو نغمے کی نوا یاد آئی

از افق تا بہ افق نور کے پردے لہرائے
کس تکلف سے وہ تصویرِ حیا یاد آئی

کس پری وش کا گوالوں نے سنایا مجھے گیت
کہ مجھے ایک پرستاں کی فضا یاد آئی

گُلِ خود رو کی غم انگیز کہانی سُن کر
غنچۂ دل کے چٹکنے کی صدا یاد آئی

تھی جبیں دیر سے محرومِ عبادت گہِ حسن
للہ الحمد کہ پھر یادِ خدا یاد آئی

Marfat.com

کاغان کے نظارے

وادیٔ رنگ و بو کی بہاروں میں کھو گیا
کاغان کے حسین نظاروں میں کھو گیا

نسرین و نسترن کی قطاروں میں کھو گیا
اِن سے نکل گیا تو چناروں میں کھو گیا

لاہور سے چلا تھا لئے ہوش کی متاع
آکر یہاں جنوں کے دیاروں میں کھو گیا

اب ہر قدم ہے منزلِ سرمستی و نشاط
سرمستیوں کی راہگذاروں میں کھو گیا

ہر خار و گل کو چوم رہا ہوں بہار میں
پھولوں میں کھو گیا کبھی خاروں میں کھو گیا

دریا کے کیف بار ترانوں کے ساز پر
رقصِ چنار سرو کے دھاروں میں کھو گیا

پھولوں کی مشعلوں نے لگا دی چمن میں آگ
پھولوں کی مشعلوں کے شراروں میں کھو گیا

سرو و سمن کی وادیٔ طاقت شکار میں
مخمور ہرنیوں کے طراروں میں کھو گیا

مَیں شہرِ رنگ و نکہتِ سیف الملوک میں
پریوں کے مست مست اشاروں میں کھو گیا

Marfat.com

مری

مآل کے طُور پہ طوفانِ بہاراں دیکھا
نشّۂ کیف میں ہر ذرّہ کو رقصاں دیکھا
خاک پر چاند کے ٹکڑوں کی قطاریں دیکھیں
مست و شاداب نظاروں کی بہاریں دیکھیں
شب کو بازار کے پُر نُور کنارے دیکھے
چار سو بہتے ہوئے حُسن کے دھارے دیکھے
خطّۂ حُسن میں مہتاب کی وادی دیکھی
اپنی راتوں کے حسیں خواب کی وادی دیکھی
دامنِ کوہ پہ لہرائی تھی ساون کی گھٹا
نشّے کی طرح امنڈ آئی تھی ساون کی گھٹا
دُھند میں حُسن کی تصویر کا منظر دیکھا
ابر میں برق کی زنجیر کا منظر دیکھا

Marfat.com

چاند کا کہر کے بادل سے نکلنا دیکھا
جل پری کا لبِ جو جل سے نکلنا دیکھا
عشق پر حسن کی بیداد گری کو دیکھا
غمزہ حسنِ خداداد مری کو دیکھا
شرحِ افسانۂ دل، ذکرِ حسینانِ مری
سرخیٔ قصۂ غم، زہرہ جبینانِ مری
فلکِ حسن کے آوارہ ستارے دیکھے
عالمِ قدس کے سرمست نظارے دیکھے
زلفِ شبگوں کے تلے حسن کی مورت دیکھی
کفر کے سایہ میں قرآن کی سورت دیکھی
فطرتِ حسن کی آئینہ گری کو دیکھا
ساقِ بلقیس جمالانِ مری کو دیکھا
حسن کی شانِ دل آویز کے ساماں دیکھے
عشق کی بندگی و عجز کے عنواں دیکھے
حسنِ شاداب کے پرکیف نظارے دیکھے
راہ میں مست نگاہوں کے اشارے دیکھے

Marfat.com

جلوۂ حسنِ درخشاں کو پریدہ دیکھا
مریمِ توبہ کے دامن کو دریدہ دیکھا
شیخ کے جبۂ زرتار کے ٹکڑے دیکھے
مفتیٔ شہر کی دستار کے ٹکڑے دیکھے
اِس طرح چہرۂ رنگیں پہ سرکتے تھے نقاب
جیسے مہتی ہو صراحی سے چھلک کر مئے ناب
نازِ حسنِ خراماں کا نکلنا دیکھا
سرفروشانِ محبت کا مچلنا دیکھا
راہ میں حسن سے عشّاق کی گھاتیں دیکھیں
چاند کے ساتھ ستاروں کی براتیں دیکھیں
مانگیں افشاں کی تجلی سے دمکتی دیکھیں
بجلیاں ساعدِ سیمیں کی چمکتی دیکھیں
بوئے پوشاک سے رستوں کا مہکنا دیکھا
ساریوں کا سرِ بازار لہکنا دیکھا
غازۂ حسن کے رنگین نظارے دیکھے
لب جاں بخش کی سرخی کے شرارے دیکھے

Marfat.com

تھی کہیں سبز، کہیں زرد، کہیں لال پری
قاف کے حسن کی پریوں کا اکھاڑہ تھی مری

نغمۂ زہرہ سے معمور تھا ایوان مری
رقصِ تسنیم پہ رقصاں تھا کہستان مری

بال میں نجمۂ ناہید کا جلوہ دیکھا
رات کی گود میں خورشید کا جلوہ دیکھا

میکدے میں نظر آئے مئے رنگیں کے ایاغ!
جیسے مندر میں سرِ شام عقیدت کے چراغ!

عجب انداز سے کہسار پہ مے خوار چلے
جس طرف مست چلے ساتھ ہی کہسار چلے

رک گئے دیکھ کے چشمے لبِ عنابی کے
قافلے سرحدی و سندھی و پنجابی کے

یوں تو تا حدِ نظر حسنِ کہستاں دیکھا
ڈاک خانہ پہ خطِ حسن کو عریاں دیکھا

حلقۂ گیسوئے پرپیچ کی شانیں دیکھیں
تاج کے سایہ میں ابرو کی کمانیں دیکھیں

Marfat.com

عشق کا راہِ عنایات کو تکنا دیکھا
حُسن کا وقتِ ملاقات جھجکنا دیکھا
خطۂ پاک میں آہوئے حرم کو دیکھا
کعبۃ اللہ کے دامن میں صنم کو دیکھا
صبحدم چادرِ شبنم میں گلستاں دیکھا
حسن کو ریشم و کمخواب میں عریاں دیکھا
دامنِ کوہ میں کلیوں کی جوانی دیکھی
حُسنِ سرمست کی شاداب نشانی دیکھی
چمنِ منتظرِ خلدِ بریں دیکھ لیا
ہم نے فردوس کو بالائے زمیں دیکھ لیا

Marfat.com

دیارِ سلمیٰ

سلامٌ علیٰ نجدٍ و من حلّ بالنجد!

شہرِ گجرات سے گزرتے ہوئے

وہ نظر آتے ہیں آثارِ دیارِ سلمیٰ
جن کے پہلو میں مچلتی ہے بہارِ سلمیٰ

چشمِ اخترؔ نے جلائے ہیں اشکوں کے چراغ
دیکھ کر خاکِ سرِ راہگزارِ سلمیٰ

اسی وادی میں اٹھا عارضِ فطرت سے نقاب
یہیں نازل ہوئیں آیاتِ بہارِ سلمیٰ

اُف! وہ اک رندِ خرابات کی مستی کا سجود
آہ! یہ کعبۂ اُمیدِ دیارِ سلمیٰ

شاہد و شعر کی جنت ہے غنیمت کا وطن
لہلہاتا ہے جہاں باغِ بہارِ سلمیٰ

اس کے ذرّوں پہ ہے خورشیدِ شرف جلوہ فگن
اس کے ٹیلوں پہ برستا ہے وقارِ سلمیٰ

شبِ مہتاب میں وہ صبح کے تارے کی طرح
اجڑا اجڑا نظر آتا ہے دیارِ سلمیٰ

اخترؔ اک رات اسی وادیٔ سلمیٰ کی طرف
دل و جاں لے کے گیا بہرِ نثارِ سلمیٰ

شہرِ گجرات ہے اک میکدۂ نور و سرور
اللہ اللہ! اثرِ خاکِ جوارِ سلمیٰ

Marfat.com

بارِ دگر

وادیٔ سندھ سے اک نور کا بادل اٹھا
حُسن ہی حُسن کا عالم نظر آیا ہے مجھے
پھر بلائیں مری لینے کو بلائیں آئیں
پھر کسی درد نے اٹھ اٹھ کے بٹھایا ہے مجھے
سایۂ زلف میں جامِ لبِ رنگیں کا سماں
بادہ نوشی کو گھٹاؤں نے بلایا ہے مجھے
میرے سجدوں کو زکیے کی ہوا راس آئی
بتکدے میں دلِ ایماں زدہ لایا ہے مجھے
اک کماں دار نے پھر عشق کو للکار دیا
ایک صیّاد نے قدموں پہ گرایا ہے مجھے
زندگی تلخیٔ ایّام سے نالاں تھی مگر
اب یہ عالم ہے مزہ زیست کا آیا ہے مجھے

Marfat.com

دعوتِ شوق

نہیں ہے دیر و حرم میں نشانِ مہر و وفا
اٹھو کہ کوئے سلیمیٰ کو سجدہ گاہ کریں

بیادِ گیسوئے شبرنگ جام چھلکائیں
غمِ فراق کی راتوں کو روسیاہ کریں

شراب و شعر سے بخشیں چمن کو رنگِ بہار
بہارِ عارضِ فطرت کو بے پناہ کریں

خدا کو لوگ غفور الرحیم کہتے ہیں
گناہِ شوق کریں، شوق سے گناہ کریں

Marfat.com

صُبحِ بہار

صبحدم غنچے کھلے پھیلی سحر کی روشنی
باغ میں بادِ صبا رقصاں ہوئی مستانہ وار

آسماں پر اک سحابِ نُور اُٹھا جھُوم کر
بادۂ گلرنگِ شبنم سے ہُوا تر لالہ زار

پھُول کا سینہ چمک اٹھا شعاعِ مہر سے
اور اِس فانوس سے روشن ہوئی بزمِ بہار

ذرّہ ذرّہ میں ہُوا تاباں جمالِ دلفروز
بن گیا صحنِ چمن حُسنِ ازل کا جلوہ زار

Marfat.com

صُبحِ بنارس

رات تھی، دنیا اندھیری رات میں خاموش تھی
چادرِ ظلمت میں عصیاں کی طرح رُوپوش تھی
مست تھی، مدہوش تھی، سرشار تھی لیلائے حُسن
بختِ عاشق کی طرح خوابیدہ تھی دنیائے حُسن
آسماں پر ہر طرف پھیلا ہوا تاروں کا دام
دے رہا تھا خاک کو اِک عالمِ نَو کا پیام

○

یک بیک سنسار میں تبدیلیاں ہونے لگیں
رات کے تاروں کی پریاں چرخ پر سونے لگیں
پُو پھٹی، رقصاں ہوئے گلشن میں مرغانِ سحر
دھجّیاں ہو کر لگا اڑنے گریبانِ سحر
آ گئی دنیا میں اک تازہ بہارِ انقلاب
ہو گئی اب نوعروسِ حسنِ فطرت بے نقاب

Marfat.com

ضَو فگن چاروں طرف نورِ سحر ہونے لگا
عارضِ صبحِ بنارس جلوہ گر ہونے لگا
اُٹھ کے بستر سے بھگت یادِ خدا کرنے لگے
برہمن بیٹھنے لگے مالا، دعا کرنے لگے

○

یاتری نکلے کہ گنگا جی چلیں اشنان کو
پُن سے دھوئیں پاپ کو راضی کریں بھگوان کو
مہر طلعت، مہ جبیں دینے لگے سورج کو جل
یعنی سونے پر لگے کرنے سہاگے کا عمل
ہو گئی صبحِ بنارس جلوہ گستر ہو گئی
کھل گئی دل کی کلی دنیا منوّر ہو گئی

Marfat.com

معرکۂ حُسن و عشق

محبت کا اوّلین لمحہ

(صحرائے نجد میں خیمۂ لیلیٰ پر قیس کی تصویر دیکھ کر)

حُسنِ بے پروا ابھی محوِ خود آرائی نہ تھا
عشق اب تک واقفِ دستورِ رسوائی نہ تھا
بے خبر تھی دستِ نامحرم سے فطرت کی دلہن
تھا اچھوتا بادۂ رنگینِ گلہائے چمن
کاکلِ مشکیں کو پیچ و خم سے آگاہی نہ تھی
حسن کو غمزے سے دل کو غم سے آگاہی نہ تھی
ناگہاں پیدا ہوا صحرا میں شورِ انقلاب
ہو گئی دنیائے آب و گِل سراپا اضطراب
شورشیں پیدا جہانِ آتش و گِل میں ہوئیں
آرزوئیں مضطرب کاشانۂ دِل میں ہوئیں
خارِ صحرا پاؤں کے تلوؤں کو کھجلانے لگے
گیسوئے مشکیں پڑے شانوں پہ بل کھانے لگے

Marfat.com

قیس آوارہ ہُوا، مجنوں ہُوا، رسوا ہُوا
رات دن سودائیٔ زلف و رُخِ لیلیٰ ہُوا
تا بکے آخر اُٹھاتا زحمتِ صبر و قرار
خیمۂ لیلےٰ پہ پہنچا بیخود و دیوانہ وار
یہ سماں لیلیٰ نے جب دیکھا تو ششدر رہ گئی
دردِ دل کی طرح اُٹھی اور تڑپ کر رہ گئی
محوِ نظارہ ہوئے اب قیس اور لیلائے نجد
محشرستانِ تمنّا بن گیا صحرائے نجد
ہر دو جانب شوق کی آویزشیں ہونے لگیں
حسن و الفت میں بہم آمیزشیں ہونے لگیں
عشق کی شوریدہ سامانی نے لیں انگڑائیاں
چیخ اُٹھی نوجوانی دیکھ کر لیلائیاں!
اِک نظر نے اس طرح دونوں کو مفتوں کر دیا
قیس کو لیلیٰ کیا، لیلیٰ کو مجنوں کر دیا
ہے یہ حسن و عشق کی دنیا میں وہ پہلی نظر
یاد رکھے گی عروسِ دہر جس کو عمر بھر!

Marfat.com

پیامِ حیات

حُسنِ خُوں آشام

(عہدِ چنگیز کی ایک خنجر بکف حسینہ کی تصویر دیکھ کر)

صبح آئی، رات کے تاروں کی پریاں سو گئیں
کفر ٹوٹا، کفر کی تاریکیاں گم ہو گئیں
خوابِ نوشیں سے ہُوا بیدار حسنِ صبح زا
دستِ گستاخِ صبا نے چھین لی شب کی ردا
صبحدم مہتاب کی تنویر دھیمی ہو گئی
آشکارا حسن کی شانِ کریمی ہو گئی
یک بیک چمکی جہاں میں تیغِ خوں آشامِ حُسن
قاتلِ رعنا نے دنیا کو دیا پیغامِ حُسن
چشمِ نرگس، زلفِ سنبل، سرو قد، غنچہ دہن
باغِ ہستی بن گیا گویا چمن اندر چمن
ہاتھ میں تلوار، چہرہ سرخ، پیشانی پہ بل
نازِ محشر آفریں اندازِ گلبانگِ اجل

Marfat.com

آ گئی جنبش میں ہر خشتِ خُمستانِ حیات
بن گیا فردوسِ چشمِ شوق سامانِ حیات
خود بخود بجنے لگے تارِ رباب کائنات
ہو گیا حل عقدۂ بابِ کتابِ کائنات
لالہ و گل خونِ انجم سے کھلے گلزار میں
مے بہارِ باغِ ہستی حسن کے انوار میں
صبحدم روشن ہوا مہرِ منوّر کا چراغ
دھو دیئے خونِ سحر نے دامنِ گردوں کے داغ

گر گئیں زندہ جہاں کو حسن کی خونریزیاں

آ گئی تیغِ شعاعِ مہر سے پھولوں میں جاں

Marfat.com

مغمومِ شباب

بیوہ کے آنسو

ہر سمت چھا رہی تھیں برسات کی گھٹائیں
سرمست تھیں ہوائیں، شاداب تھیں فضائیں
تھی ابر کی سیاہی چھائی ہوئی زمیں پر
گھونگھٹ پڑا ہُوا تھا مہتاب کی جبیں پر
بادل مئے طرب کے ساغر لٹا رہے تھے
دنیائے رنگ و بو کو بیخود بنا رہے تھے
طائر چہچہوں میں مدہوش ہو رہے تھے
اپنے نشیمنوں میں خاموش سو رہے تھے

اک بدنصیب بیوہ اس رات اپنے گھر میں
ڈوبی ہوئی کھڑی تھی طوفانِ چشمِ تر میں
تاریک تھیں فضائیں، مغموم تھیں نگاہیں
عارض پہ گرم آنسو، ہونٹوں پہ سرد آہیں
رگ رگ میں نوجوانی انگڑائی لے رہی تھی
دِل کو شکستِ دل کا پیغام دے رہی تھی

Marfat.com

آنکھوں میں جلوہ گر تھی اک شانِ دلربائی
چہرے سے تھا نمایاں حالِ غمِ جدائی
دل کی ہر ایک دھڑکن کروٹ بدل رہی تھی
سینے میں یاس و غم کی گنگا اُبل رہی تھی

تنگ آ کے فرطِ غم سے بولی یہ نوجوانی
دنیا میں کوئی ہے جو میری سُنے کہانی
تھا رشکِ باغِ جنّت اِک روز میرا گھر بھی
اِک مہرِ حسن سے تھی تاباں مری سحر بھی

کھائی پچھاڑ میں نے شوہر کا ساتھ چھوٹا
میت اٹھی تو مجھ پر غم کا پہاڑ ٹوٹا
کس سے کہوں غمِ دل سویا ہے بھاگ میرا
ہے ہے، فلک کے ہاتھوں اجڑا سہاگ میرا
تصویرِ بیکسی ہے یا ہے مرا سراپا
افسوس یہ جوانی! افسوس یہ رنڈاپا!

حرماں و یاس و حسرت ہر سو ہے اور میں ہوں
اے بیوگی کے آنسو اب تو ہے اور میں ہوں

Marfat.com

سحرِ موسیقی

ایک حسینہ نازنین کی تصویر دیکھ کر جو شام کے وقت صحرا میں ایک چشمے کے قریب ساز بجا رہی تھی اور جنگل کے شیر اس کے ساز کی آواز پر اس کے قدموں میں پڑے لوٹ رہے تھے

سحر ہے اے نازنیں! نغمۂ دلکش ترا

ساز ہے درد آشنا سوز ہے صبر آزما
حُسن ترا دِل رُبا دِل ہے ترا بے وفا
سحر ہے اے نازنیں! نغمۂ دلکش ترا

○

طرزِ نوا ہے ترا، فتنۂ محشر طراز
اُف! یہ ترا سوز و ساز آہ! یہ تمکینِ ناز
یہ سخنِ دِل گداز یعنی حدیثِ نیاز
طرزِ نوا ہے ترا، فتنۂ محشر طراز

○

کیا ہی بہار نظر ہیں تری رعنائیاں
آہ! یہ زیبائیاں انجمن آرائیاں
زمزمہ پیرائیاں اور یہ لیلائیاں

Marfat.com

کیا ہی بہارِ نظر ہیں تری رعنائیاں

○

اڑ گئے شیروں کے ہوش ساز نوا ریز سے
شعرِ دلآویز سے طرزِ بلا خیز سے
نغمۂ مے بیز سے شورِ شر انگیز سے
اڑ گئے شیروں کے ہوش ساز نوا ریز سے

○

جتنے ہیں شیر و پلنگ مستِ بم و زیر ہیں
پیکرِ تصویر ہیں خستہ و دلگیر ہیں
بستۂ زنجیر ہیں کشتۂ شمشیر ہیں
جتنے ہیں شیر و پلنگ مستِ بم و زیر ہیں

○

ساز کی آواز سے بجنے لگے دل کے تار
رقص میں ہیں کوہسار وجد میں ہیں آبشار
شیر ہوئے بیقرار دل ہوئے بے اختیار
ساز کی آواز سے بجنے لگے دل کے تار

Marfat.com

اِشارات

Marfat.com

Marfat.com

پیغامِ سروش

افسردہ سی ہو گئی تھی محفل — پھر بزم کو ہوش آ رہا ہے
ہنگامۂ ہاؤ ہو ہے برپا — دیوانوں کو جوش آ رہا ہے
خُمخانے ہیں پھر سے اللہ اللہ — پیغامِ سروش آ رہا ہے
پھر بامِ فلک پہ آج بادل — میخانہ بدوش آ رہا ہے
گُل پیرہنوں کے لعلِ لب پر — پھر اذنِ "نوش" آ رہا ہے
پھر پیرِ مغاں کی انجمن میں — ہر حلقہ بگوش آ رہا ہے
شکوہ ہے کہ لیکے نامِ اقبال — ہر قوم فروش آ رہا ہے

کانوں میں ہے زلزلوں کی آہٹ
اک حشرِ خموش آ رہا ہے

Marfat.com

نغمۂ بہار

(کراچی کے ایک حسین رقص کی روداد جمیل سن کر)

میکشو! مژدہ کہ پھر عہدِ بہاراں آیا　　نغمہ و رقص و مئے ناب کا طوفاں آیا

جن سے راتوں کو برستی ہے مئے کیف و سرور　　وہ فضائیں لئے پھر ابرِ خراماں آیا

رامش و رنگ کو بخشا گیا سامانِ فروغ　　نور سے نغمہ بہم دست و گریباں آیا

رہنِ میخانہ ہوئی ریو و ریا کی دستار　　مفتیٔ شہر سرِ میکدہ رقصاں آیا

مریمِ توبہ کو تھا ناز بہت عصمت پر　　خیر مقدم کے لئے خود درِ عصیاں آیا

لالہ رُویانِ کلیسا ہوئے مجبورِ سجود　　رقص میں جب مرا غارتگرِ ایماں آیا

اب وہ دارا و سکندر کے بھلا دو قصّے

دورِ جامِ جم و کیخسرو و خاقاں آیا

Marfat.com

شرحِ اِشارات

اے ربّ ذوالجلال! یہ کیا دیکھتا ہوں مَیں؟
کعبے میں پھر بتوں کو خدا دیکھتا ہوں مَیں!
رخ پر سرورِ مے کی ضیا دیکھتا ہوں مَیں
یعنی جبیں پہ نورِ خُدا دیکھتا ہوں مَیں
چہرے کی روشنی پہ سیہ گیسوؤں کی چھاؤں
گلزارِ میکدہ پہ گھٹا دیکھتا ہوں مَیں
روئے نگار و جامِ شراب و بہارِ عیش
ہر شے روا بنامِ خدا دیکھتا ہوں میں

○

خلوت نشینیاں تھیں حصارِ جمالِ دوست
اب عام بحرِ لطف و عطا دیکھتا ہُوں مَیں
جو آستاں کہ قبلۂ حاجت رہا مدام
اُس آستاں کو قبلہ نما دیکھتا ہُوں مَیں

Marfat.com

جن انگھڑیوں کو مہر و وفا سے گریز تھا
اُن انگھڑیوں میں مہر و وفا دیکھتا ہوں مَیں
ہے آسمان خاک کے ذرّوں سے ہم کلام
"سلطاں بر آستانِ گدا" دیکھتا ہوں مَیں
لاہور کی زمین ہے فردوس اِن دنوں
حُوروں کو جس پہ جلوہ نما دیکھتا ہوں میں

○

ہر چیز داستان ہوئی جا رہی ہے آج
ہر آنکھ کو فسانہ سرا دیکھتا ہوں میں
مہکی ہوئی ہوا ہے تو مہکی ہوئی فضا
ہر سُو طلسمِ ہوش رُبا دیکھتا ہوں مَیں
شاداب فیضِ حسنِ بہاراں ہے کائنات
جلووں میں محو ارض و سما دیکھتا ہوں میں
اٹھتے ہوئے شباب کی انگڑائیاں نہ پوچھ
کون و مکاں میں حشر بپا دیکھتا ہوں میں،

Marfat.com

ابریشمی لباس تنِ لالہ رنگ پر
فانوس زیرِ بندِ قبا دیکھتا ہُوں مَیں

○

آنکھوں کے مست مست اشاروں کے ساتھ ساتھ
ہونٹوں پہ شعلہ ہائے نوا دیکھتا ہوں میں
نظریں جھکی ہوئی ہیں جو شرمِ وصال سے
بکھری جبیں پہ زُلفِ دوتا دیکھتا ہوں مَیں
آئیں پُجاریں صنمستانِ حُسن میں
ہاتھوں میں روشنیٔ حنا دیکھتا ہوں میں
ہر حور وش ہے راہزنِ ہوش و آگہی
ہر راہزن کو راہنما دیکھتا ہوں مَیں
بے نام تہمتوں کا سہارا لئے ہوئے
پیرِ حرم کی لغزشِ پا دیکھتا ہوں میں

Marfat.com

ہائے کراچی

(غالبؔ کی رُوح سے معذرت کے ساتھ)

تو نے لیا جو نام کراچی کا ہم نشیں!
"اِک تیر میرے سینہ پہ مارا کہ ہائے ہائے"

وہ ذرّہ ہائے خاک پہ قوسِ قزح کا رنگ
ہر رہگذر پہ حُسنِ دِلآرا کہ ہائے ہائے

وہ سبزۂ حسیں پرِ طاؤس کی طرح
وہ اُس پہ ساریوں کا نظارا کہ ہائے ہائے

وہ سیلِ رنگ و نورِ کلفٹن کہ واہ واہ
وہ بحرِ رنگ و بُو کا کنارا کہ ہائے ہائے

وہ جلوہ ہائے ناز، وہ پیغمبرانِ عیش،
رامش گرانِ انجمن آرا کہ ہائے ہائے

وہ آستانِ ناز پہ سجدوں کی آبرو
وہ کبر و نازِ حسنِ خود آرا کہ ہائے ہائے

Marfat.com

ساغر میں ڈوبتی ہوئی وہ کشتیٔ حیات
بہتا ہُوا وہ رقص کا دھارا کہ ہائے ہائے
چھنتی ہوئی وہ صبر کی طاقت کہ آہ! آہ!!
جاتا ہُوا وہ ضبط کا یارا کہ ہائے ہائے
زلفوں کے پیچ و خم میں وہ اُلجھی ہوئی نگاہ
بالوں میں وہ گندھا ہوا تارا کہ ہائے ہائے
وہ جسمِ مرمریں پہ دوپٹے کی آب و تاب
وہ ساقِ صندلیں پہ غرارا کہ ہائے ہائے
وہ تاجرانِ نغمہ و شعر و مے و شباب
وہ نقدِ جان و دل کا خسارا کہ ہائے ہائے
وہ تالیوں کی تال پہ سازوں کا زیر و بم
ڈھولک پہ ہر نیوں کا طرارا کہ ہائے ہائے
وہ جھانجنوں کے شور میں عرضِ نیازِ عشق
وہ التفاتِ حسن خود آرا کہ ہائے ہائے
شیریں لبوں پہ حافظِ شیراز کی غزل
اٹھتا وہ جامِ مے سے شرارا کہ ہائے ہائے

Marfat.com

وہ بازوؤں کی قوس میں تغیرِ کائنات
وہ خاک پر فلک کا ستارا کہ ہائے ہائے

سانسوں کی مشکبار لطافت کہ واہ واہ
زلفوں کی بوئے عنبر سارا کہ ہائے ہائے

اظہارِ مدعا پہ وہ اک لغزشِ زباں
وہ چشمِ سُرمگیں کا اشارا کہ ہائے ہائے

وہ شہدِ صافیٔ لبِ شیریں کہ واہ واہ
وہ جامِ تلخ و تند و گوارا کہ ہائے ہائے

پیرِ حرم کی لغزشِ مستانہ کے لئے
نازک کلائیوں کا سہارا کہ ہائے ہائے

Marfat.com

اِشاریہ

سُنا ہے جشنِ استقلال ہے آج — ہوا محوِ ترنّم ہو رہی ہے
تعالیٰ اللہ زمیں بزمِ طرب کی — قدم بوسِ ثریا ہو رہی ہے
جوانی پا کے ذوقِ رامش و رنگ — متاعِ دین و دانش کھو رہی ہے
حسینوں کے لبِ رنگیں کی جھوٹی — دلوں سے داغِ ایماں دھو رہی ہے
بفیضِ سرخیِ لب ہائے لعلیں — عجب بزمِ چراغاں ہو رہی ہے
حنائی انگلیوں کا عکس لیکر — زمیں وادیٔ سینا ہو رہی ہے
کھنکتی چوڑیوں کے ساز کی لَے — شریکِ شکوہ نَے ہو رہی ہے
کسی آغوش میں نخجمہ ہے مدہوش — کسی پہلو میں زہرہ سو رہی ہے
نگاہیں اٹھ کے صہبا بن رہی ہیں — اُدھوری شے مکمل ہو رہی ہے
کسی نے صبر کے خرمن کو پھونکا — کوئی تخمِ محبت بو رہی ہے
نسیمہ نے اٹھائے مرمریں ہاتھ — ثریا رقص فرما ہو رہی ہے

فقیہہِ شہر کے ایماں کی غیرت
دو پٹوں کی ہوا میں سو رہی ہے

Marfat.com

بہارِ استقلال

عجیب رنگ سے آئی بہارِ استقلال
کلی کلی ہے چمن کی پیامِ عیشِ کثیر

ہر ایک غنچہ پہ ہے میرِ کارواں کا لہو
یہی ہے قائدِ ملّت کے خواب کی تعبیر

بڑھے سوار، سواری چلی، علَم لہرائے
نویدِ گوش ہے ہر سمت نعرۂ تکبیر

اسیرِ قید سے چھوٹے، فقیر سیر ہوئے
نئے گداؤں نے پائی بہائے تاج و سریر

سحر کے خُم میں ترانوں کے خون کی مئے ناب
فضا پہ تیر گیا کیفِ مستیٔ بم و زیر

لہک رہے ہیں فضاؤں میں ریشمی آنچل
دل و نظر ہیں غزالوں کے پیچ و خم میں اسیر

Marfat.com

طوافِ بادۂ و مینا میں گیسوئے خمدار
لٹا رہے ہیں فضا میں شمیمِ مشک و عبیر

حنائی ہاتھ گلستاں میں جگمگائے ہوئے
ہجومِ گل میں چراغاں کی کھنچ گئی تصویر

حریمِ میکدہ میں گھنگھروؤں کی نذر ہوئی
کُلاہ و جبّہ و دستار کی متاعِ حقیر

حرم سراؤں میں گونجی صدائے چنگ و رباب
خرابِ خمکدۂ عیش ہیں وزیر و مشیر

مئے کہن بھی میسّر نگارِ نو بھی نصیب
ملی بفضلِ خدا صحبتِ صغیر و کبیر

Marfat.com

عہدِ بہار

دامنِ نسرین و گل ہے تار تار اب کے برس
لے کے آیا ہے جنوں عہدِ بہار اب کے برس

وہ چراغاں لالہ و گل کے ستاروں سے ہوا
چرخ پر ہنستی ہے خاکِ لالہ زار اب کے برس

مہوشوں کے ساعدِ سیمیں کے گجروں کے لئے
لے کے آئی پھول پھر فصلِ بہار اب کے برس

چاندنی چھٹکی ہوئی ہے وادی و کہسار پر
دودھ میں گویا نہائی ہے بہار اب کے برس

ساغر و مینا سے پھر چھلکیں فضا میں بجلیاں
باغ میں آیا ہے طوفانِ بہار اب کے برس

جن کی لے پر وجد میں آئے گی دیوارِ حرم
باغ میں گائیں گے وہ نغمے ہزار اب کے برس

Marfat.com

حسین بی بی

اَے شمعِ حرم حسین بی بی! جا سوئے شہنشہِ مدینہ
سچّی ہے ترے نبیؐ کی ڈیوڑھی جھُوٹا ہے عدالتوں کا زینہ
ہوتا ہے وہاں ہر اک سے انصاف رشوت کا وہاں نہیں قرینہ

○

کہنا کہ ترے حضور آئی! اک خستہ و عاجز و کمینہ
عفّت کی لٹی ہوئی کمائی عصمت کا گرا ہوا پسینہ
اک فصلِ سرشک آہ کی رات اک موسمِ سرد کا مہینہ

○

آئی ہوں ترے حضور سرکارؐ اشکوں کا لئے ہوئے خزینہ
سورج سے تپش میں ہے فزوں تر داغِ غمِ حسرتِ شبینہ
چھایا ہے ہر ایک سمت آقاؐ! دنیا پہ غبارِ بغض و کینہ

○

Marfat.com

بازار میں لٹ گئے ہیں مولیٰ — عفت کے جواہرِ ثمینہ
چھینا گیا حسنِ تم حیا سے — عورت کے شباب کا نگینہ
توڑا گیا تیشۂ جفا سے — ناموسِ وفا کا آبگینہ
لوٹا گیا دل کی سلطنت سے — تسکینِ حیات کا خزینہ
آلام سے داغ داغ ہے دل — داغوں سے دھواں دھواں ہے سینہ

○

لائی تھی ہیں ساتھ ایک بچّی — اور تیری کتاب کا خزینہ
قرآں نے دیا مجھے دمِ صبح — پیغامِ وَاَنزَلَ السَّکِینَۃَ
بچّی بھی ہوئی نثار تجھ پر — اَے والیٔ مکّہ و مدینہ

برہم ہُوا نظمِ بزمِ عالم
ساحل نے ڈبو دیا سفینہ !

Marfat.com

حکایتِ لذیذ

Marfat.com

Marfat.com

بتانِ ہند کے نام

مئے وفا کا حسیں جام لے کے آیا ہوں
بتوں میں عشق کا پیغام لے کے آیا ہوں

دیارِ لچھمن و نانک کے کوزہ خانے میں
شرابِ حافظ و خیام لے کے آیا ہوں

جسے شفق کے حسیں آنچلوں نے دیکھا ہے
وہ جلوۂ سحر و شام لے کے آیا ہوں

وہ جس کو سن کے جگر پارہ پارہ ہوتا ہے
وہی حکایتِ بے نام لے کے آیا ہوں

جلا رہا ہوں اندھیرے میں آنسوؤں کے چراغ
عجب ستاروں بھری شام لے کے آیا ہوں

دیارِ عشق میں ہر گام پر کئے سجدے
نظر میں جلوۂ اصنام لے کے آیا ہوں

جہاں کبھی مرا عہدِ شباب مچلا تھا
نگاہ میں وہ در و بام لے کے آیا ہوں

بڑے مزے سے کٹی راہِ منزلِ غمِ عشق
کہ ہر قدم پہ ترا نام لے کے آیا ہوں

بہار آئی تو میں شہرِ لالہ و گل میں
فروغِ بادۂ گلفام لے کے آیا ہوں

مری نوا ہے نوائے سروش ہم آہنگ
غزل میں بادۂ الہام لے کے آیا ہوں

رخِ صبیحِ حسیناں سے روشنی لیکر
علاجِ تیرگیٔ شام لے کے آیا ہوں

نسیم گیسوئے گلشن میں شانہ کیا کرتی
میں خود بہار کا ہنگام لے کے آیا ہوں

مرے پیالے میں ہے شعر اور طرب کا سرور
عجب شراب عجب جام لے کے آیا ہوں

جالندھر ۲۸ اپریل
سنہ ۵۶ء

Marfat.com

پیامِ شاعرِ پاکستان

بنام شعرائے ایران

بہرِ ایراں یک دلِ آتش بجاں آوردہ ام
تحفۂ از خاک پاکستانیاں آوردہ ام

شیرہ از خمخانۂ سعدی کہ در شیراز بود
از دیارِ خسروِ شیریں زباں آوردہ ام

نغمۂ رنگیں کہ اقبالش بپاکستان نواخت
بہرِ نذرِ گلشنِ ایرانیاں آوردہ ام

شہرِ حافظ را کہ بر ہر ذرّہ اش از ما سلام
سجدہ ہائے آرزوہائے جواں آوردہ ام

بوعلی سینا کہ نامش وردِ صبح و شامِ ماست
بہرِ خاکش اشکِ چشمِ خونفشاں آوردہ ام

طہران ۱۹ جولائی ۵۷ء

Marfat.com

بحضرۂ شیخ الرئیس بوعلی سینا

حکیمِ شرق و طبیبِ فریدو شیخِ زماں
جلالِ عظمتِ آدم، جمالِ بزمِ جہاں

کمالِ علمِ تو پیرایۂ جہانِ جمال
جمالِ علمِ تو سرمایۂ جہانِ کمال

نظامِ حکمتِ قانونِ تو حیاتِ من ست
نجاتِ من ز شفا و شفا نجاتِ من ست

پیامِ دانشِ تو شانِ حجّتِ اسلام
بزیرِ سایۂ آوند عظمتِ اسلام

منم کہ نامِ تو دردِ ذکرِ صبح و شامِ من ست
مئے مغانۂ فکرت شرابِ جامِ من ست

گذشت عمر در افسانۂ محبّتِ تو
خوشا نصیب کہ دیدم بہشتِ تربتِ تو

بشوقِ یک نگہتِ بیقرار آمدہ ام
کرم نما کہ غریب الدیار آمدہ ام

ہمدان ۱۶ر جولائی ۱۹۵۶ء

Marfat.com

غزل

(بعد از معذرت از روحِ حافظؒ)

اگر آں تُرکِ انگورہ بَرد نقدِ دل و جاں را
فروشم بہرِ چشمِ لطفِ اُو لاہور و ملتاں را

قتیلِ تیغِ ابرویم، شہیدِ تیرِ مژگانم
بمیدانِ وفا دیدم فنونِ حربِ ترکاں را

نہ ہے رنگِ بہارِ اُو، نہ ہے سرو و چنارِ اُو
خدا شاداب دارد گلشنِ ملکِ سلیماں را

○

منم آں بلبلِ رنگیں نوائے باغِ پاکستاں
نوائے مَن بوجد آورد گلرویانِ ایراں را

بہ بیروت و عراق اکثر بیاد آوردہ ام نیز
ہوائے گرمِ ملتاں را، فضائے سرد کاغاں را

(استنبول ۲۸ جولائی ۱۹۵۷ء)

Marfat.com

جوابِ نامہ

(بحضرتِ طبیبِ ہمدان احمد علی خسروی)

اے مقیمِ سرائے اہلِ کمال ... برادیم زہیں بہشتِ جمال
فخرِ ایران و نازشِ ہمداں ... تاجدارِ جہانِ فضل و کمال
وارثِ علمِ بو علیؒ سینا ... مردِ والا گہر ستودہ خصال
بارکَ اللہ، عارفانہ کلام ... لوحشَ اللہ شاعرانہ کمال
لطفِ تو زیر سایۂ الوند ... بر منِ خستہ چوں نسیمِ شمال
بہرِ اقلیمِ دل ہمے داری ... خسروی شان و خسروی اقبال

دارم امید دیدِ روئے ترا
کاش بینم بہارِ کوئے ترا

(۱۵؍ جولائی ۱۹۵۷ء)

Marfat.com

ذکرِ معروفؒ

به بغداد یک مرد معروف بود
که از نامِ معروفؒ موصوف بود
به توحید و اخلاص آگاه بود
ز رمزے که در قُلْ هُوَ اللّٰہ بود
شہِ بے کمر، خسروِ بے کلاہ
گدا و شہنشاہ گیتی پناہ
رواں ذکرِ او از زمیں تا بہ چرخ
چہ خوش گفت سعدی چو آمد بہ کرخ
نہ بینی کہ در کرخ تُربت بسے ست
بجز گورِ معروفؒ معروف نیست

بغداد ۲۱ جولائی ۱۹۵۷ء

Marfat.com

آستانۂ حسینؑ پر

یَا حُسَیْنُ جِئْتُ بِبَابِکَ الْکَرِیْمِ

حسینؑ! تجھ کو مسافر نواز کہتے ہیں
ترے حرم کو حریمِ نیاز کہتے ہیں

ترے حضور دلِ بے قرار لایا ہوں
سرشکِ دیدۂ خونابہ بار لایا ہوں

وہ دل کہ جذبۂ شوقِ جہاد جس میں ہے
بلاکشانِ مرکش کی یاد جس میں ہے

○

مدارِ عظمتِ کون و مکاں پہ آیا ہوں
درِ امامِ زمین و زماں پہ آیا ہوں

فغانِ وادیٔ کشمیر لے کے آیا ہوں
متاعِ دولتِ شبّیرؓ لے کے آیا ہوں

بہارِ لالہ پھر ارزاں ہے الجزائر میں
کہ عام خونِ مسلماں ہے الجزائر میں

وہ خوں کہ جس سے صداقت کا نام روشن ہے
وہ خوں کہ جس سے بیاباں بھی آج گلشن ہے

○

دلِ حزیں ہے بہت مضطر و ملول مرا
سلام ہو مرے سلطانِ دیں قبول مرا

کہ تجھ کو سیدِ عالی مقام کہتے ہیں
تجھے حسین علیہ السلام کہتے ہیں

کربلائے معلیٰ ۲۲ جولائی ۱۹۵۷ء

Marfat.com

بُتانِ لبنان

نگہِ فقر میں سُلطانِ جہاں کچھ بھی نہیں!
جو نہیں خاکِ درِ پیرِ مغاں کچھ بھی نہیں

کششِ عشق سے قائم ہے نظامِ ہستی
ورنہ بنیادِ جہانِ گزراں کچھ بھی نہیں

عارض و زلف سے ہے شام و سحر کی رونق
ورنہ یہ کارگہِ دورِ زماں کچھ بھی نہیں!

چمن آرا نہ ہو گر گلشنِ ہستی میں وہ گل
لالۂ و یاسمن و بادِ وزاں کچھ بھی نہیں

رامش و رنگ کو دے وہ جو نہ سامانِ بہار
جلوۂ بزمِ گلستانِ جہاں کچھ بھی نہیں،

آئے گر ساقیٔ سرمست نہ پیمانہ بدست
فرشِ گل، موجِ صبا، سروِ رواں کچھ بھی نہیں

اک حقیقت ہے مئے لعلِ بُتانِ بیروت
ورنہ نیتجہ یہ خراباتِ جہاں کچھ بھی نہیں

بیروت ۲۶ جولائی ۱۹۵۶ء

Marfat.com

شامِ دمشق

(باز ہوائے چمنم آرزوست)

پھر کسی نے مری راتوں کو بنایا رنگیں
پھر کسی خوابِ محبت نے جگایا ہے مجھے

مے چکاں آنکھ پہ ہے چھاؤں گھنی زلفوں کی
ابرِ میخانہ نے میخوار بنایا ہے مجھے

ہمہ خوشبو، ہمہ نغمہ، ہمہ مستی، ہمہ رنگ
اک عجب پیکرِ رنگیں نے لبھایا ہے مجھے

○

مطلعِ شام سے خورشید ہُوا نور فشاں
ہر طرف طور کا جلوہ نظر آیا ہے مجھے

مرکزِ قدس سے نازل ہوئیں آیاتِ جمال
بُت نے قرآن کا اعجاز دکھایا ہے مجھے

پھر حدیں مل گئیں کعبے سے صنم خانے کی
عشق آذر کدۂ حسن میں لایا ہے مجھے

دمشق ۲۴ جولائی، ۱۹۵۵ء

Marfat.com

نذرِ عقیدت

(رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر کے حضور میں)

کب راہِ محبت میں فنا تیرے لئے ہے
اے زندۂ جاوید بقا تیرے لیئے ہے

انجامِ محبت کا مزہ تیرے لئے ہے
یعنی صلۂ روزِ جزا تیرے لیئے ہے

اللہ و پیمبر کی رضا دولتِ کونین
اللہ و پیمبر کی رضا تیرے لیئے ہے

تو دفن ہوا آکے رسولوں کی زمیں میں
آغوشِ رسل پیار سے وا تیرے لیئے ہے

یہ چاندنی راتوں میں کھجوروں کی قطاریں
یہ مسجدِ اقصیٰ کی ہوا تیرے لیئے ہے

لندن سے گیا پھر نہ غلاموں کے وطن میں
واللہ کہ وا بابِ عطا تیرے لیئے ہے

تنہائیِ زنداں میں وہ خلوت کی ملاقات
اس خلوتِ رنگیں کا مزا تیرے لیئے ہے

وہ رات کی تنہائی میں سجدوں کی کرامات
وہ شب شبِ معراج نما تیرے لیئے ہے

دنیا میں تو شاہوں نے تجھے قید میں رکھا
اب قربِ شہنشاہِ حرا تیرے لیئے ہے

بھولا نہیں بلبل کو ترا نالۂ دلدوز
فریاد سے معمور فضا تیرے لیئے ہے

ہیں یاد چمن کو تری روتی ہوئی آنکھیں
تر گریۂ شبنم سے صبا تیرے لیئے ہے

Marfat.com

ہے تاروں بھری رات تری راہ میں بچھی ہیں　　رہوارِ فلک آبلہ پا تیرے لیئے ہے
نسرین و صنوبر کے وطن میں ترا ماتم　　سایہ کی سیہ رنگ قبا تیرے لیئے ہے
تو ہند میں تھا تیغِ حسینؑ ابنِ علیؓ کی　　پیغامِ شہِ کرب و بلا تیرے لیئے ہے
منقوش دلِ دہر پہ ہے تیرا فسانہ　　اور سرخیٔ خونِ شہدا تیرے لیئے ہے
پیتا رہا تو خونِ جگر قوم کے غم میں　　جامِ مئے تسلیم و رضا تیرے لیئے ہے
بیشک ترے مرنے پہ کھلے ہیں ترے جوہر　　ہر سمتِ غم و آہ و بکا تیرے لیئے ہے

اب کرکے تجھے یاد تڑپتے ہیں ترے دوست
ناقدریٔ عالم کا صلہ تیرے لیئے ہے

(مزارِ مقدس پر پڑھی گئی ——————— ۲۰ جولائی ۱۹۵۷ء)

Marfat.com

نذر

شہزادی مارگریٹ کے حضور میں

عشق کا کھیل ہوا تختِ شہِ لندن پر
سرِ ایڈورڈ جھکا پائے مسز سمپسن پر

جاگ اٹھی قسمتِ گلہائے شبستانِ آخر
ملک کا تاج ہوا حسن پہ قرباں آخر

پھر ستاروں نے مہِ نور فشاں کو دیکھا
یوسفِ دل نے زلیخائے جواں کو دیکھا

عشق نے حسن پہ اقلیم کو قربان کیا
قصر کو تاج کو دیہیم کو قربان کیا

حسن کو خوابِ شہِ مصر کی تعبیر ملی
عشق کو سلطنتِ عشق سے جاگیر ملی

ہوش کی گود میں اک راہزنِ ہوش آئی
نئی دنیا کی دلہن اک نئی دنیا لائی

بربطِ دل سے محبت کی صدائیں اٹھیں
حسن کی شہر کو لمبس سے گھٹائیں اٹھیں

بلبلوں نے چمنستاں میں نوائیں بدلیں
حوریانِ گل و لالہ نے قبائیں بدلیں

نشہ و کیف کا سامان چمن میں آیا
نکہت و رنگ کا طوفان چمن میں آیا

چار سُو آتشِ گل آگ لگانی آئی
باغ میں بادِ صبا دھوم مچاتی آئی

حسن نے عشق کو دیوانہ بنا کر چھوڑا
عشق کے راز کو افسانہ بنا کر چھوڑا

بن گیا قصرِ بکنگھم چمنِ شعر و شباب
سادہ پانی کا پیالہ بھی بنا جامِ شراب

عشق نے حسن کی سرکار سے پیمان کیا
تاج کی کہنہ روایات کو قربان کیا

لے لیا حسن نے آخر دلِ سلطاں سے خراج
جھک گیا حسن کے قدموں میں شہنشاہ کا تاج

Marfat.com

دِل ہُوا حُسن کی مورت پہ فدا دیں کی طرح
مہر و پرویں ہوئے قرباں گُلِ نسریں کی طرح
پارلیمان نے گو چھین لیا تاج اُس کا
سارے عالم کے دلوں پہ ہے مگر راج اس کا

○

پھر اِسی باغ میں اک اور گلِ تازہ کھِلا
جس سے مہکی چمنستانِ محبّت کی فِضا
قصر میں ناز و تنعّم سے پلی مارگریٹ
بن گئی باغِ محبّت کی کلی مارگریٹ
جو محبّت کے لبِ شوق کا پیمانہ بنی
بادۂ کوثر و تسنیم کا میخانہ بنی
جس نے خوابوں کے جزیروں میں بسایا دل کو
دے کے ڈال یک کو دنیا سے چھڑایا دل کو
تاجِ سلطاں پہ درخشاں ہوئی گوہر کی طرح
دِل پیٹر میں بسی بوئے گُلِ تر کی طرح
جُولیٹ بن کے رہِ عشق و وفا میں آئی
رُومیو کے لئے پیغام جنوں کا لائی
عشق انجام ہُوا حسن کے افسانے کا
شمع نے کام کیا بزم میں پروانے کا
لالہ و گل پہ جوانی کی ہوا لہرائی
کہ گلِ گلشنِ لندن پہ صبا لہرائی
دل کو تڑپانے لگی لالہ و نسریں کی طرح
فصلِ گُل آ گئی دوشیزۂ رنگیں کی طرح

○

آہ لیکن چمنِ دل پہ خزاں آ کے رہی
عشقِ مسرور کے ہونٹوں پہ فغاں آ کے رہی
دمِ عیسیٰ نے رہِ عشق میں دم توڑ دیا
چارۂ دردِ غم و رنج و الم چھوڑ دیا
دیکھ لی عشق نے حسنِ رخِ برہم کی بہار
ایک ہی رات کی تھی خانۂ ولیم کی بہار
حسن نے عشق کے پیمان سے منہ موڑ لیا
مذہبِ عشق کے عرفان سے منہ موڑ لیا

Marfat.com

اُس کو معلوم نہ تھا سوزِ محبّت کیا ہے
عشق کیا شے ہے، غمِ عشق میں لذّت کیا ہے

اُس نے پہلے تو محبت کا بڑھایا ساغر
ابھی ہونٹوں سے لگا تھا کہ گرایا ساغر

تھی اگر تلخ مئے عشق، تو پینا ہی نہ تھا
دل کو نفرت تھی اگر غم سے تو جینا ہی نہ تھا

چور تھا دل میں اگر، دل کو چرانا ہی نہ تھا
رُوٹھنا تھا تو اسے اپنا بنانا ہی نہ تھا

تھی اگر خار، تو پھر کیوں گُلِ گلزار بنی؟
گردنِ عاشقِ ناشاد کا کیوں ہار بنی؟

چاند بن کر دلِ پیٹر میں سمائی کیوں تھی؟
ٹیمز پر عشق کے دریا میں نہائی کیوں تھی؟

بسترِ عشق پہ خوابوں کا سماں کیوں دیکھا؟
بربطِ عشق کو مجبورِ فغاں کیوں دیکھا؟

○

صنفِ نازک تھی اُسے پاس وفا کا نہ رہا
مرد پھر مرد تھا کردار میں مردانہ رہا

حسن پامال ہُوا حوُر سے عورت ہو کر
رہ گیا بزمِ شبِ عیش کی جنّت ہو کر

ہاں وہ عورت نہیں اس دَور کی شہزادی ہے
جس کا مقصودِ نظر عشق نہیں شادی ہے

ارضِ مغرب کی حکومت بھی سیاست بھی فریب
شاہزادی نے بتایا کہ محبّت بھی فریب

شہرِ لندن میں عجب بیت کی رتیں دیکھیں
نیائے کے کھیل میں انیائے کی جیتیں دیکھیں

دینِ مشرق ہے جدا مشربِ مغرب سے جُدا
اسکے اغراض و وفا اس کے قوانین جفا

دخترِ شرق جب الفت میں زباں دیتی ہے
عشق کی راہ میں ہر گام پہ جاں دیتی ہے

○

وقفِ ذوقِ ہوس و آز ہے یورپ کا سماج
عشق و اخلاص میں حائل ہیں قوانین و رواج

Marfat.com

رگِ پیٹر میں شہنشاہ کا جب خون نہیں
کورٹ کہتی ہے کہ تزویج کا قانون نہیں

نہ سجی تھی کبھی خلعت کی نگاہوں میں گلیم
ہو گئی عشق میں بھی شاہ و گدا کی تقسیم

دے دی اک رسم نے آئینِ محبت کو شکست
زر و گوہر سے ہوئی عشق کی دولت کو شکست

بندھ گئی زلف قوانین کی زنجیروں سے
کٹ گیا حسن روایات کی شمشیروں سے

اُس کلیسا نے محبت کا گلا گھونٹ دیا
جس نے عورت کی شرافت کا گلا گھونٹ دیا

ہو گئی ہار محبت کی تمناؤں کی
بن گئی بات کلیساؤں کے پاپاؤں کی

○

حسن آزارِ رہ و رسمِ وفا سے چھوٹا
عشق لعنت گہِ دولت کی جفا سے چھوٹا

چشمِ گل میں دلِ بلبل کی جو قیمت نہ رہی
اس کے پیراہنِ رنگیں میں بھی نکہت نہ رہی

آنکھ میں مے گلِ عارض پہ طراوت نہ رہی
اب وہ شہدِ لبِ شیریں میں حلاوت نہ رہی

پہلے تھی روشنیٔ دیدۂ مریم کی طرح
ہوئی اب عام ہر اک پھول پہ شبنم کی طرح

بلبلِ نغمہ سرا باغ سے صحرا کو چلی
چھوڑ کر گلکدۂ عشق کلیسا کو چلی

بیوفا دل کو نہ اشکوں کی وفا راس آئی
حور کو نارِ جہنم کی ہوا راس آئی

○

(۲۰ اگست ۱۹۵۷ء کو پاکستان ہاؤس لندن کے مشاعرہ میں پڑھی گئی)

Marfat.com

ایک حادثہ

(شانزالیزے کے بازار میں)

نہ رہا ضبطِ غمِ عشق کا یارا مجھ کو
اِک نگاہِ غلط انداز نے مارا مجھ کو

کام آیا مئے و مینا کا سہارا مجھ کو
اِک پری زاد نے شیشے میں اُتارا مجھ کو

مئے لعلِ لبِ رنگیں تری مستی کے نثار
کہ ہوئی تلخیٔ ایام گوارا مجھ کو

رات بھر ہیں مہ و خورشید جہاں گردش میں
لے کے آیا مری قسمت کا ستارا مجھ کو

شام کو شانزالیزے کی بہارِ رنگیں
ہے مرے خواب کی جنت کا نظارا مجھ کو

پیرس ۲۵ اگست ۱۹۵۷ء

Marfat.com

بہ پیش گاہِ گوتہ بزرگ

شاعرے دانائے اسرارِ حیات
شعرِ او شیریں ترازِ قند و نبات
لفظِ اُو گلزارِ معنی را نسیم
از نوائے او دلِ ہستی دو نیم
فاتحِ عالم بدونِ تیغ و تیر
در کمندِ فکرِ او انساں اسیر
در خیالِ او شنیدم بوئے اُو
دیدم آخر خاکِ راہِ کوئے اُو
یک صدائے دردناک آوردہ ام
تحفہ از خاکِ پاک آوردہ ام

فرانکفرت۔ سی ایم اوت ۱۹۵۷ء

Marfat.com

وادیٔ نیل

اِک فریب اور نمائش کے سوا کچھ بھی نہیں
مغربی رسم و روایات کے بازاروں میں

اب تمنّا تھی کہ جا کر وہ دکانیں دیکھوں
تھا جہاں معرکہ یوسفؑ کے خریداروں میں

بختِ بیدار بالآخر مجھے لے ہی آیا
وادیٔ نیل کے شاداب سمن زاروں میں

میری قسمت کا ستارہ مجھے آیا لیکر
جامعِ ازہرِ اسلام کے مینا روں میں

دولتِ قلب و نظر روم نہ یونان میں ہے
ہے تو اسلام کے رنگیں چمنستان میں ہے

"قاہرہ ۵ ستمبر ۱۹۵۷ء"

Marfat.com

شہرِ غزل

Marfat.com

Marfat.com

غزل

حیراں ہے آنکھ چشمِ عنایت کو کیا ہُوا
دنیا میں رسم و راہِ محبت کو کیا ہُوا

مانا کہ شہرِ حسن میں جنسِ وفا نہیں
لیکن جہاں میں عشق کی دولت کو کیا ہُوا

آتی ہے یاد روز، خود آتی نہیں مگر
یارب! ہماری شامِ مسرّت کو کیا ہُوا

وقتِ وداع زرد ہُوا رنگِ رُخ اگر
رنگ و بہارِ عارضِ فطرت کو کیا ہُوا

تھی ہم کو عقل سے تو نہ پہلے ہی کچھ اُمید
نیّر جنوں کے فیض و کرامت کو کیا ہُوا

Marfat.com

غزل

مَیں اُن حسین نظاروں کے پاس آ نہ سکا
خزاں نصیب، بہاروں کے پاس آ نہ سکا

رہا فلک پہ ستاروں میں جلوہ گر مہتاب
وہ اپنے سینہ فگاروں کے پاس آ نہ سکا

تمام عُمر رہا ہمکنار موجوں سے
سفینہ اپنا کناروں کے پاس آ نہ سکا

گدائے عشق کی دولت تھی فقر و استغنا
وہ مال و زر کے سہاروں کے پاس آ نہ سکا

جہاں میں عام غمِ روزگار تھا نیّر
مگر وہ عشق کے ماروں کے پاس آ نہ سکا

Marfat.com

غزل

بہارِ صبح نے گل کو رُلا کے چھوڑ دیا
شرابِ ناب کو شبنم بنا کے چھوڑ دیا

کوئی بتائے کہ اُس ناخدا کو کیا کہیے
سفینہ جس نے بھنور میں پھنسا کے چھوڑ دیا

وہ سخت جاں ہوں کہ جب کامیاب ہو نہ سکی
تری جفا نے مجھے آزما کے چھوڑ دیا

تری نظر کی بہار آفرینیوں کے نثار
کہ زخمِ دل کو گلِ تر بنا کے چھوڑ دیا

ستم ہے تیری جفائے وفا نما کہ مجھے
جفا و جور کا خُوگر بنا کے چھوڑ دیا

وہی ہے زمزمہ پیرا دلوں میں اَے نیّر
جسے نصیب نے شاعر بنا کے چھوڑ دیا

Marfat.com

غزل

حسرتِ پیہم سے دِل تنگ آگیا
بس ہجومِ آرزو! گھبرا گیا

فصلِ گل کی طرح آیا تھا شباب
دِل کو آدابِ جنوں سِکھلا گیا

سبزۂ و گل جھومتے ہیں باغ میں
وہ چمن پر نشّہ بن کر چھا گیا

جس کی لَے پر رقص میں ہے کائنات
کون دیوانہ وہ نغمہ گا گیا

مجھ سے تو بیزار تھا سارا جہاں
میں غم و آلام کو کیوں بھا گیا

بوئے زلفِ مشک بار آنے لگی
دیکھ نسّیمؔ شہرِ جاناں آگیا

Marfat.com

غزل

بادہ تری آنکھ کی کرامات — توبہ مرے زُہد کی خرافات
ساغر نے سبُوسے کی ملاقات — کھولا گیا دفترِ حکایات
شبنم کو ترس رہے ہیں غنچے — کانٹوں پہ برس رہی ہے برسات
میخانے نے رنگ روپ بدلا — پاکر کسی آنکھ کے اشارات
پھر دَرد نے لی اک اور کروٹ — پھر زلفِ دوتا نے کی مدارات
پھر بربطِ شاخِ گل چمن میں — دیپک کے سنا رہی ہے نغمات
بیٹھا ہوں قفس میں سر چھپا کر — ڈرتا ہوں کہ دیکھ لے نہ برسات
کی گریہ نے لاکھ آبیاری — بدلیں نہ خزاں نے اپنی عادات
میخانے میں صبح و شام ہیں ایک — میخانے میں رات دن ہے دن رات
لاتا ہے جنوں پیام ہر سال — زندہ ہیں بہار کی روایات
تھا گنگ و جمن کی وادیوں میں — اک نشّۂ عالمِ خرابات
موسم کے وہ مست مست اشارے — اللہ رے، شوخیٔ کنایات!

تو رُوحِ قدس کا ہمنوا ہے
نیّرؔ تری شاعری کی کیا بات

Marfat.com

غزل

دل و نظر کے لئے لطفِ ناگہاں بن کر
جوانی آئی تھی اِک خوابِ رائیگاں بن کر

وہ شاخِ گُل ہمیں اکثر قفس میں یاد آئی
جو نذرِ برق ہوئی سقفِ آشیاں بن کر

وہ گیت مطربِ آتش نوا سنا مجھ کو
جو آسکے لبِ عشاق پر فغاں بن کر

جو آج تک کسی اسلوب سے بیاں نہ ہُوا
وہ راز آج کھلا ان کی داستاں بن کر

نہ رہنما ہے، نہ منزل، نہ راہ اے نیّر
یہ لوگ چل دیئے کس سمت کارواں بن کر

Marfat.com

غزل

کس کی محفل سے لئے کیفِ نظر جاتا ہوں
ساتھ جاتا ہے پری خانہ جدھر جاتا ہوں

مجھ کو اللہ کے بندوں نے دیئے ہیں وہ فریب
نام سنتا ہوں جب اللہ کا ڈر جاتا ہوں

اب بھی اک کوچے سے وابستہ ہے اک تلخ سی یاد
اب بھی اک راہ سے بھولے سے گزر جاتا ہوں

جب سے اِک حُسنِ یگانہ کی نظر ہے مجھ پر
سب میں یکتا نظر آتا ہوں جدھر جاتا ہوں

مَیں ہوں وہ نغمۂ رنگیں کہ بسانِ نکہت
وادیٔ سنبل و ریحاں میں بکھر جاتا ہوں

نگہِ یار تری شانِ تلوّن کے نثار
ہے ہر اک سمت نیا رنگ جدھر جاتا ہوں

لہلہائے گا ہمیشہ یہ گلستاں نیّر
مَیں یہاں چھوڑ کے وہ نغمۂ تر جاتا ہوں

Marfat.com

غزل

میرا سرِ نیاز کہاں، تیرا در کہاں؟
مَیں آ گیا بحکمِ قضا و قدر کہاں؟

برسا دیئے ہیں آنکھ نے لعل و گہر کہاں؟
پہنچی کہاں سے قیمتِ دامانِ تر کہاں؟

اُس در کو مہر و مہ کے بھی سجدے نہیں قبول
آ کر ستارہ بار ہوئی چشمِ تر کہاں؟

آنے لگا تھا طولِ شبِ ہجر میں مزہ
عمرِ عزیز ہونے لگی مختصر کہاں؟

جس سے چمن کی نیند ہوئی تھی کبھی حرام
اب وہ نوائے بلبلِ شوریدہ سر کہاں؟

نیّر یہ وقت ابر کی صورت ہے تیز گام
پھر یہ چمن کہاں، یہ نسیمِ سحر کہاں؟

Marfat.com

غزل

شبِ سرشک کی اک یادگار بھی تو نہیں
اب اک ستارۂ شب زندہ دار بھی تو نہیں

نگاہِ دوست تری ناوکِ فگنی کے نثار
لگا وہ تیر جو سینے کے پار بھی تو نہیں

ہوا کے دوش پہ تھا قافلہ امیدوں کا
نشانِ پائے سرِ رہگزار بھی تو نہیں

کسی کے لطف و کرم نے بھلا دیا سب کچھ
کہ یاد اب ستمِ روزگار بھی تو نہیں

جنوں کو سطوتِ سلطاں خراج دیتی ہے
جنوں کے پاس گریباں کا تار بھی تو نہیں

کہیں یہ قصرِ تمنّا نہ منہدم ہو جائے
نگاہِ لطف ترا اعتبار بھی تو نہیں

کچھ اس طرح سے دواں ہیں سبک روانِ بہار
جلو میں گردِ سرِ رہگزار بھی تو نہیں

Marfat.com

ستم، کہ اٹھ گئے محفل سے تیرے دیوانے
فغاں، کہ فطرتِ دیوانہ کارگر بھی تو نہیں
دلِ شکستہ کو مایوسیوں نے دی تسکیں
کہ اب فریبِ شبِ انتظار بھی تو نہیں
گنہ، گناہ سہی لذتِ گناہ نہ پوچھ
کہ دل گناہ سے اب شرمسار بھی تو نہیں
شریکِ غم، غمِ پروانہ میں ہیں پروانے
دلِ شکستہ کا اک سوگوار بھی تو نہیں
بجا کہ ہم کو نہیں آج فرصتِ غمِ عشق
جہانِ عشق کا وہ کاروبار بھی تو نہیں
فسانۂ ستمِ آشنا کہوں کس سے؟
دیارِ غیر میں اک رازدار بھی تو نہیں
کچھ اس مزے سے اسیری کے دن کٹے نیّر
کہ یاد آج وہ لیل و نہار بھی تو نہیں۔

Marfat.com

غزل

رہی فطرت کو اک گُل پیرہن کی آرزو برسوں
صبا پھرتی رہی لے کر متاعِ رنگ و بُو برسوں

نگاہِ شوق نے بھی مدّعا دل کا نہ سمجھایا
ہُوا شرمندۂ معنی نہ حرفِ آرزو برسوں

چراغِ لالہ و گل سے اگر گلشن کو جلنا تھا
تو کیوں کلیوں کو اکساتا رہا ذوقِ نمو برسوں

لبوں پر آہ تھی اور دل میں نامعلوم سی شے تھی
رہے ہم ابتدا میں یوں رہینِ آرزو برسوں

بہشتِ گوش ہے پازیبِ زنداں کی صدا اب تک
رہا ہے حلقۂ طوقِ ستم زیبِ گلو برسوں

صبا لائی نہ کنعاں تک بہارِ بوئے پیرہن
یہ کیا کرتی رہی کم بخت پھرتی کُو بکُو برسوں

وہ راتیں وہ ملاقاتیں، وہ منصوری کی برساتیں
رہے گی یاد دل کو وہ بہشتِ رنگ و بُو برسوں

جنوں کی راہ میں وہ منزلیں خود آ گئیں نیّر
خرد کرتی رہی جن کی جہاں میں جستجو برسوں

Marfat.com

غزل

تڑپ کر خاک پر جب کروٹیں بسمل بدلتے ہیں
تو دستورِ نظامِ بزمِ آب و گل بدلتے ہیں

بہارِ لالہ و گل چھا رہی ہو جس کے رمنوں پر
ہم اُس وادی سے قصرِ آسماں منزل بدلتے ہیں

بہشتِ مہر و الفت خیمہ زن ہو جس کے گوشے میں
ہم اک ایماں زدہ دل سے وہ کافر دل بدلتے ہیں

عجب کیا ہے کہ بدلیں عہدِ نو میں ہم مقام اپنا
کہ دریا بھی بھری برسات میں ساحل بدلتے ہیں

کلیسا کی طرح پیدا ہُوا ذوقِ صنم سازی
حرم والے بھی اب رسم و رہِ منزل بدلتے ہیں

نہیں اُترے جو دریا میں نہیں کھیلے جو موجوں سے
کبھی کشتی بدلتے ہیں، کبھی ساحل بدلتے ہیں

بنا لو تم چمن، ہم اس کو پھر صحرا بنا دیں گے
کہیں اس طرح دیوانوں کے مستقبل بدلتے ہیں

نہیں بدلی شہیدانِ وفا نے اپنی خو نیّر!
نئے خنجر، نئے مقتل، نئے قاتل بدلتے ہیں

Marfat.com

غزل

مجھ کو مسافرت کے مصائب کا غم نہیں
اپنے وطن میں بھی مَیں مسافر سے کم نہیں

دِل پھر بھی دے رہا ہے نظر کو فریبِ عشق
ہر چند دل پہ اُن کی نگاہِ کرم نہیں

اب سر کو خاکِ کوئے ملامت کی ہے تلاش
اَب دل میں آرزوئے طوافِ حرم نہیں

اُس شاخ کو بجبر جھکاتے ہیں باغ میں
گلچیں کے سامنے جو عقیدت سے خم نہیں

ڈرتا ہوں رازِ عشق نہ ہو محفل آشکار
روتا ہوں زار زار مگر آنکھ نم نہیں

وہ شوخیٔ شباب ہے، یہ ہے شعارِ عشق
تم سے کسی کو شکوۂ جور و ستم نہیں

سودا اگر ہے سر میں تو دیوار بھی ہے پاس
زندانیوں کی وحشتِ دل پھر بھی کم نہیں

اٹھا اور اٹھ کے دشت و بیاباں میں رہ گیا
اہلِ چمن پہ ابر کی چشمِ کرم نہیں

دل کو دیا ہے لذّتِ احساس نے فریب
نیّر متاعِ رنج و الم بیش و کم نہیں

Marfat.com

غزل

واحسرتا کہ آہ و فغاں میں اثر نہیں
اُن کو صدائے نالۂ دل کی خبر نہیں

تر ہو گیا ہے گریۂ شبنم سے آشیاں
اب آشیاں کو آگ کے شعلوں کا ڈر نہیں

روتا ہوں شب کو ترکِ تعلق کے بعد بھی
ہر چند اب وہ لطفِ فغانِ سحر نہیں

ایسا بھی ایک پھول بہشتِ حرم میں ہے
جس تک پیامِ بادِ صبا کا گزر نہیں

ہر بام و در پہ یوں تو چمکتے ہیں مہر و ماہ
مَیں جن کو ڈھونڈتا ہوں یہ وہ بام و در نہیں

لے آئی کس کی بزم میں دیوانگیٔ شوق
روتا ہوں زار زار، مگر آنکھ تر نہیں

کیفِ بہارِ وادیٔ گنگ و جمن نہ پوچھ
نیّرؔ کہیں وہ کیفِ بہارِ نظر نہیں

Marfat.com

غزل

جب نقابِ رخِ زیبا وہ اٹھا دیتے ہیں
دلِ ہر ذرّہ کو آئینہ بنا دیتے ہیں

روح کو سوز دیا داغِ جگر کو بخشا
حضرتِ عشق عجب دادِ سخا دیتے ہیں

صبحدم صحنِ گلستاں میں صبا کے جھونکے
آتشِ دردِ محبّت کو ہوا دیتے ہیں

اب بھی اک غیرتِ ناہید کے نغمے اکثر
عمرِ رفتہ کو مری مجھ سے ملا دیتے ہیں

نیّرِ زار کی قسمت بھی جگاتے جاتے
آپ سوئے ہوئے فتنے تو جگا دیتے ہیں

Marfat.com

غزل

سوادِ زلف پریشاں ہے دیکھئے کیا ہو
جہانِ عشق پشیماں ہے دیکھئے کیا ہو

بہارِ لالہ پھر ارزاں ہے دیکھئے کیا ہو
قدم قدم پہ چراغاں ہے دیکھئے کیا ہو

جنوں خرد کا نگہباں ہے دیکھئے کیا ہو
پھر آمد آمدِ طوفاں ہے دیکھئے کیا ہو

چمن میں صبحِ بہاراں کا شور تھا لیکن
سکوتِ شامِ غریباں ہے دیکھئے کیا ہو

شفق میں ڈوب رہا ہے بہار کا دامن
بہار شعلہ بداماں ہے دیکھئے کیا ہو

گلیم کہنہ زہد و ورع کی خیر نہیں
جنوں پہ عہدِ بہاراں ہے دیکھئے کیا ہو

سحر ہوئی کہ ہر اک شاخِ لالہ زارِ وطن
صبا کی موج سے لرزاں ہے دیکھئے کیا ہو

Marfat.com

نگاہِ اہلِ قفس جانبِ چمن اُٹھی
پریدہ رنگِ گلستاں ہے دیکھئے کیا ہو

چراغِ شامِ غریباں بجھا رہی ہے صبا
عجیب جشنِ بہاراں ہے دیکھئے کیا ہو

ابھی تو لا کے سجائے تھے شاخ پر تنکے
ابھی سے برق افشاں ہے دیکھئے کیا ہو

گزر گیا تھا زمانہ انہیں بھلائے ہوئے
پھر اشکِ خوں سرِ مژگاں ہے دیکھئے کیا ہو

اِدھر جنوں کا تقاضا اُدھر حیا کا لحاظ
عجب کشاکشِ داماں ہے دیکھئے کیا ہو

بہار رقص میں ہے، لالہ زار رقص میں ہے
وہ سروِ حسن خراماں ہے دیکھئے کیا ہو

جہاں سے رسم و رہِ دوستی اٹھی نیّر
یہاں جو ہے وہ مسلماں ہے دیکھئے کیا ہو

Marfat.com

غزل

ہو چکی رسوائے عالم چاک دامانی مری ؛
اب چمن میں رنگ لائے گی غزل خوانی مری

عشق کے انوار سے ہو جائیں گے دل تابناک
انجمن افروز ہو گی شمع عرفانی مری

چاک ہوں گے میرے سوز و ساز سے غنچوں کے دل
گل کھلائے گی چمن میں لالہ سامانی مری

بلبلوں کو یاد آجائے گی روداد بہار
دل کو تڑپائے گی اے نیّر غزل خوانی مری

Marfat.com

غزل

پھر ہجر و فراق کی گھڑی ہے
عمرِ غم آرزو بڑی ہے

پلکوں پہ مچل رہے ہیں انجم
کس چاند سے آنکھ جا لڑی ہے

آجاؤ کہ ایک بار ہنس لیں
"رونے کو تو زندگی پڑی ہے

جنگل پہ لپک رہے ہیں شعلے
طاؤس کو رقص کی پڑی ہے

نیّر کو سلامِ غم مبارک
منزل غمِ عشق کی کڑی ہے

Marfat.com

غزل

سوئے رات کو روتے روتے　　اُٹھ بیٹھے پھر سوتے سوتے
کاش وہ زیبِ بالیں ہوتے　　ہم چونک اٹھتے سوتے سوتے
ختم ہوا افسانہ ہستی　　ہنستے ہنستے روتے روتے
بیت چلی برسات بھی آخر　　کاٹ دیں راتیں روتے روتے
تیری یاد میں او پردیسی!　　عمر گنوادی روتے روتے
سوکھ گئیں آشاؤں کی کلیاں　　فیضِ بہاراں ہوتے ہوتے

شور ہے ہر سُو نیّر نیّر
ہو گئے چرچے ہوتے ہوتے

Marfat.com

غزل

پھر وہی ہم وہی تنہائی ہے
جس کا ڈر تھا وہی رات آئی ہے

آئنہ ہے کہ تماشائی ہے
کیا تماشا تری رعنائی ہے

اللہ اللہ، کششِ دشتِ جنوں
دلِ ہر ذرہ میں لیلائی ہے

خوابِ نوشیں میں ہے وہ جانِ بہار
نکہت و نور کو نیند آئی ہے

عقل رسوا تھی مگر اب نیّر
عشق و مستی کی بھی رسوائی ہے

Marfat.com

غزل

جہانِ تیرہ کی تاریکیاں مٹاکے چلے
فروغِ بادہ سے محفل کو جگمگا کے چلے

سما سکے نہ دلِ کائنات میں لیکن
یہ کم ہے کیا کہ نظر میں تری سما کے چلے

وہ دل کہ جس سے شبِ غم کا نام روشن تھا
وہ اُس کو مثلِ چراغِ سحر بجھا کے چلے

بفیضِ نغمۂ جاں بخش و جامِ رُوح نواز
بڑھی نہ عمر، تو عمرِ طرب بڑھا کے چلے

نہ ڈھا سکے گا اُسے تیشۂ فریبِ خرد
قلندرانِ طریقت جو گھر بنا کے چلے

ابھی تو حدِّ نظر ہے جہانِ انجم و ماہ
سمندِ شوق سے کہدو قدم بڑھا کے چلے

دلِ جہاں میں وہی شعلہ بن کے تیر گیا
جو گیتِ اہلِ وفا سازِ دل پہ گا کے چلے

سنا کسی نے نہ سازِ شکستِ رنگِ بہار
بس اک ہمیں دلِ نادان چوٹ کھا کے چلے

نہ بھولنا ہمیں اے کوئے مشکبوئے حبیب!
متاعِ صبر و سکوں ہم یہاں لٹا کے چلے

غزل کے رنگ میں نیّر فسانۂ غمِ عشق
سمجھ میں خود نہیں آیا مگر سُنا کے چلے

Marfat.com

غزل

تھکے نہ اہلِ طلب عرضِ مدعا کرتے
پہونچ گئے تری سرکار میں صدا کرتے

کچھ اس ادا سے اٹھی سوئے دل نگاہِ ستم
کہ رہ گئے گلۂ جورِ ناروا کرتے

خدا نے ذوقِ گنہ بے حساب بخشا تھا
گناہگار حسابِ گناہ کیا کرتے

جلائے وادیٔ غربت میں جگنوؤں کے چراغ
برائے جشنِ بہاراں ہم اور کیا کرتے؟

متاعِ درد کی قیمت ہے دہر میں نیّر
جو دردِ عشق نہ ہوتا تو دل کو کیا کرتے؟

Marfat.com

غزل

بہارِ باغ رخصت ہو رہی ہے
خزاں گلشن میں کانٹے بو رہی ہے

جفا نے پھونک ڈالا خرمنِ زیست
وفا کشتِ تمنّا بو رہی ہے

حقیقت جتنی اُلجھائی گئی تھی
اب اُتنی ہی فسانہ ہو رہی ہے

زمانے کی شکایت کر رہا ہوں
ترے غم کی حکایت ہو رہی ہے

سحر آئی، مئے شبنم سے نیّر
چمن کی ہر کلی منہ دھو رہی ہے

Marfat.com

غزل

آنکھوں میں سمائے جاتے ہیں نیندوں پہ چھائے جاتے ہیں
میں لاکھ بھلاتا ہوں ان کو وہ سامنے آئے جاتے ہیں

شبنم کے آنسو کہتے ہیں ننھے پھولوں کے عارض پہ بہہ کر
اس دنیا میں جو ہنستے ہیں آخر وہ رُلائے جاتے ہیں

طغیانِ سرشکِ حسرت سے شاید کچھ غم کی پیاس بجھے
گھُٹ گھُٹ کے نوٹنے سے آنسو اور آگ لگائے جاتے ہیں

بلبل کے فسانے سنتا ہوں قمری کے ترانے سنتا ہوں
سنتے ہیں کہ دل والوں ہی کو یہ راگ سنائے جاتے ہیں

اس مکر و ریا کی دنیا میں معیارِ شرافت کچھ بھی نہیں
انسان مٹائے جاتے ہیں شیطان بنائے جاتے ہیں

ہستی کے ظلمت خانے پر چھائی تھی ہر سُو تاریکی
ہم اپنے چھلکتے اشکوں کے فانوس جلائے جاتے ہیں

بیمارِ غمِ ہجراں کے لئے دردِ غمِ فرقت راحت ہے
یہ پوچھنے والے اے نیّر کیوں جان کو کھائے جاتے ہیں

Marfat.com

غزل

ادائے خاص سے دیکھا عطائے جام سے پہلے
ہُوا ساقی کا لطفِ خاص لطفِ عام سے پہلے

دمِ توبہ یہ حکمِ مفتیٔ ابرِ بہار آیا
شکستِ توبہ لازم ہے شکستِ جام سے پہلے

ابھی تک یاد ہے دنیا کو افسانہ محبت کا
ابھی تک ان کا نام آتا ہے میرے نام سے پہلے

کسے معلوم پھر کب دن پھریں ابرِ بہاراں کے
تم آجاؤ بہارِ ابر کے ہنگام سے پہلے

مَیں ناواقف نہیں صیّاد کے انجام سے لیکن
چمن ہی لُٹ گیا صیّاد کے انجام سے پہلے

تعالیٰ اللہ کیا رتبہ ہے راہِ عشق کا نیّر
فرشتے سجدہ کرتے ہیں یہاں ہر گام سے پہلے

Marfat.com

غزل

پھر چشمِ فلک سوئے گلستاں تو نہیں ہے
بے وجہ یہ طوفانِ بہاراں تو نہیں ہے

شاخوں پہ بہار آئی ہُوا جشنِ چراغاں
یا شاہدِ گُل شعلہ بداماں تو نہیں ہے

کچھ کم بھی نہیں گوشۂ زنداں سے مجھے گھر
ہر چند کہ گھر گوشۂ زنداں تو نہیں ہے

گلرنگ ہے دامانِ شفق گریۂ خوں سے
یہ صبحِ وطن شامِ غریباں تو نہیں ہے؟

شبنم کی جگہ اشک ہیں لالے کی جگہ دل
نیّر یہ محبت کا گلستاں تو نہیں ہے

Marfat.com

غزل

شہرِ ازمیر دیکھتا ہوں میں
ایک تصویر دیکھتا ہوں میں

خواب دیکھا تھا اک جوانی میں
اُس کی تعبیر دیکھتا ہوں میں

مہ جبینوں کے خطِّ ابرو میں
غزلِ میرؔ دیکھتا ہوں میں

تھی تصوّر میں جلوہ گر جو بہشت
اُس کی تصویر دیکھتا ہوں میں

نشّۂ آبِ برگماؔ مت پوچھ
مے کی تاثیر دیکھتا ہوں میں

ازمیر
(۱۶ ستمبر ۱۹۶۵ء)

Marfat.com

مئے باقی

Marfat.com

Marfat.com

مئے باقی

"مئے باقی" کے زیرِ عنوان وہ نظمیں عرض کی جا رہی ہیں، جو ۱۹۵۹ء کے بعد لکھی گئیں۔ اور پہلی اشاعت میں شامل نہ تھیں۔ ان میں غزل کے نام سے ایک "فغانِ دلِ حزیں" "سلام" اور "طلائی جلوہ گاہ" اس وقت لکھی گئیں جب کہ راقم الحروف ۱۹۶۰ء میں پہلی بار حج بیت اللہ کے لئے حجازِ مقدس پہنچا۔ یہ تینوں نظمیں جگہ کی مناسبت سے "محرابِ حرم" میں شامل کر دی گئی ہیں "چشمہ اور سمندر" اور "مرگِ آرزو" کے عنوانوں سے دو نظمیں اُردو میں اس وقت منتقل کی گئیں جب کہ پنجاب یونیورسٹی سے فرانسیسی زبان کا ایک امتحان ۱۹۶۱ء میں دے لیا۔

ایک نظم لعلِ لبِ ترکانِ شیراز سے متعلق ہے جو شیراز میں ۱۹۶۴ء میں لکھی گئی۔ دوسری نظم میں "زلفِ پریرویانِ بنگال" کا ذکرِ خیر ہے۔ جو نومبر ۱۹۶۶ء میں مشرقی پاکستان کے حسین سمندر کے ساحل کی بستی "کاکس بازار" میں کہی۔ ایک تیسری نظم غزل کی صورت میں مہ جبینانِ سمرنا کے خطِ ابرو کے بیان پر مشتمل ہے۔ جو ۱۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کو سمرنا (ازمیر) میں ہو گئی اور دو شعر "یادِ وطن" سے متعلق ہیں جو ۱۴ نومبر ۱۹۶۳ء کو بابل کے کھنڈروں میں کہے۔ "گنبدِ خضرا کے سایہ میں" دو شعر اس وقت ارتجالاً ہو گئے۔ جب کہ راقم الحروف ۹ اکتوبر ۱۹۶۵ء کو مسجدِ نبوی کے

Marfat.com

سایہ میں ایک بار پھر پہنچا۔ "نالۂ دل" ۲۴ر نومبر ۱۹۶۳ء کو ہرات میں حضرت مولینا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی سرکار میں پیش کیا۔ اور "نفیرِ عشق" کے نام سے نظم اس وقت لکھی جب کہ قونیہ میں ۲۲ر نومبر ۱۹۶۳ء کو حضرت مولینا جلال الدین رومی کے مزار کی زیارت نصیب ہوئی۔ اب یہ نظم مولینا کے مزار پر آویزاں ہے۔ اور گویا اُس کے ذریعہ ایک مریدِ مخلص کو اپنے مرشد کے دربار میں مستقل حضوری کا شرف حاصل ہے!

نیّر واسطی

۲۰ر جنوری ۱۹۶۸ء

Marfat.com

گنبدِ خضرا کے سایہ میں

تیری بستی رہے

میری مستی رہے

تیرا ڈیرا رہے

میرا پھیرا رہے

روضۃ النبی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
(مدینۂ منورہ)

۹ اکتوبر ۱۹۶۵ء

Marfat.com

نفیرِ عشق

بر مزارِ حضرتِ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

بشنو از من چوں شکایت می کنم　　از نفیرِ نے حکایت می کنم

نالۂ دلگیرِ نے جانم بسوخت　　کعبۂ پندارِ ایمانم بسوخت

صبر از دل رفت و دل بشکست و رفت　　رخت سوئے شہرِ دلبر بست و رفت

گل ز باغِ حسنِ او چیدن گرفت　　دردِ یارِ عشق رقصیدن گرفت

خاکِ راہِ جادۂ رومیؒ شدم　　مستِ جامِ بادۂ رومیؒ شدم

ہوش رفت از جامِ پیمانِ الست　　نالہ گم شد در نیستانِ الست

در جگر سوزِ نہاں آوردہ ام

قونیہ را ارمغاں آوردہ ام

قونیہ ۲۲ نومبر ۱۹۶۲ء

Marfat.com

نالۂ دل

بر مزار حضرت مولنا جامی رحمۃ اللہ علیہ

بیا مد بر درِ جامیؒ گدائے — فقیرے، خستہ حالے، بینوائے
بیا مد تشنۂ بر سلسبیلے — غریبے، سائلے، ابن السبیلے
زخاکِ پاک بہرِ دلستانے — دلے بیتاب و چشمے خونفشانے
نوا بش نالۂ دردِ آشنائے — شکستِ شیشۂ دل را صدائے
دل از دیوانگی آوارۂ عشق — جگر از سوز آتشپارۂ عشق
گدائے رہ نشینِ جادۂ جام — ز سرمستی خرابِ بادۂ جام
بصحرائے جنوں رختِ سفر بست — ز سر ہوش و ز لب آہ و دل از دست
بہ رخ زرد و بہ سر خاکِ غریبی — بہ لب قُم یا حبیبی یا حبیبی!

بر آمد از درونِ دل خروشم
کہ من دل را بجامِ تو فروشم

۲۴ر ستمبر ۱۹۶۳ء

Marfat.com

نغمۂ عشق

داتا کے حضور میں

مطربِ عشق عجب ساز و نوا رکھتا ہے
دل ہے ہر پردے میں ہنگامہ بپا رکھتا ہے

عظمتِ فقر ہے ہر حال میں تابندہ جمال
لالہ صحرا میں بھی شاہانہ قبا رکھتا ہے

صحنِ میخانہ کہ ہے مہبطِ انوارِ خدا
قبلۂ حاجت و محرابِ دعا رکھتا ہے

اللہ اللہ رے، فیضانِ درِ پیرِ مغاں
مستِ جامِ مے اندوہ ربا رکھتا ہے

شہرِ لاہور کہ ہے سجدہ گہِ اہلِ نظر
مردِ ہجویر کا نقشِ کفِ پا رکھتا ہے

Marfat.com

یادِ وطن

راقم الحروف جب نومبر ۱۹۶۲ء میں اردن۔ حجاز اور شام و لبنان کی وادیوں میں پھرتا پھراتا بغداد میں آکر مقیم ہو گیا تو ایک دن حلہ، بابل اور ذوالکفل کے راستے کو نے کے لئے پیادہ پا چل پڑا تاکہ جی بھر کے اُس سرزمین کی زیارت کر سکے جس کا ہر چپہ اقوام و ملل اور بالخصوص اسلام کی تاریخ کا رنگین صفحہ ہے۔ راہ میں جب بابل کے کھنڈروں میں دیر تک گھومنے کے بعد ایک جگہ تھک کر بیٹھ گیا تو یکایک وطن یاد آیا اور اقبال کے ایک مصرع پر یہ دو شعر موزوں ہو گئے۔

آشفتہ سری میری لئے پھرتی ہے مجھ کو
میں رہ نہ سکا رسم و رہِ عام کا پابند
ایران میں ہوں آج تو توران میں ہوں کل
گھر میرا نہ دلی، نہ صفاہاں، نہ سمرقند

Marfat.com

ایک عرب مجاہد کی تصویر دیکھکر

اے مجاہد رخِ اسلام کی تنویر ہے تو
یوسفستان کے حسیں خواب کی تعبیر ہے تو
تیری آنکھوں سے برستا ہے وفادارِ اسلام
تیرے دامن پہ مچلتی ہے بہارِ اسلام
تیرا ہر زخم گلِ تازہ گلزارِ حیات
تیرا ہر قطرہ خوں غازۂ رخسارِ حیات
تازہ ہے نیل کی موجوں کا ترانہ تجھ سے
زندہ ہے ضربتِ موسیٰ کا فسانہ تجھ سے
دہر میں فلسفۂ عشق کی تفسیر ہے تو
جرعہ نوشِ مئے خمخانۂ شبیر ہے تو
تجھ کو رسم و رہِ تسلیم و رضا آتی ہے
مرنے والے! تجھے مرنے کی ادا آتی ہے

Marfat.com

علیؓ مسجد میں چند قبائلیوں کو دیکھکر

وہ مسلماں جو صف آرا ہیں علی مسجد میں
اسد اللہؓ کے مہمان نظر آتے ہیں

دینِ اسلام کا پیغام ہے قرآنِ مجید
اور یہ قرآن کی برہان نظر آتے ہیں

اِن کا ہر قطرۂ خوں لالۂ گلزارِ حیات
جن سے روشن چمنستان نظر آتے ہیں

آج تک خوں سے کرتے ہیں نمازوں میں وضو
رسم و آئیں کے نگہبان نظر آتے ہیں

جن میں اللہ کے شیروں کی اذاں گونجتی ہے
یہ وہ خیبر کے کہستان نظر آتے ہیں

درۂ خیبر میں لکھی گئی

Marfat.com

شیراز

زہے بوئے گل و ریحانِ شیراز
خہے لعلِ لبِ ترکانِ شیراز

نگارانش زلب شکّر فروشند
زمژگاں دشنہ و خنجر فروشند

بہ رکنا باد و گلگشتِ مصلّٰی
فضائے جلوۂ عرشِ معلّٰی

برائے مستیٔ دیوانۂ عشق
زلالش بادۂ خُمخانۂ عشق

زسعدی رنگ و بویش در بہاراں
خُمِ حافظ بہ بزمِ میگساراں

دلِ مہجور عاشق را مکانے
بشہرِ دلبری کوئے فلانے

"خوشا شیراز و وضعِ بیمثالش
خداوندا نگہدار از زوالش"

شیراز ۵ جنوری ۱۹۶۳ء

Marfat.com

ساقیٔ کوثر سے فریاد

حال ہے مشرق و مغرب کا خراب اے ساقی
تا کجا گنبدِ خضرا میں حجاب اے ساقی

دلِ مجروح کو ہے دستِ ستمگر سے گلہ
موج کے ہاتھ میں ہے جامِ حباب اے ساقی

وادیٔ مصر میں ہر مسلمِ خستہ کا جگر
آتشِ غم سے ہُوا مثلِ کباب اے ساقی

گلشنِ شام میں ارزاں ہے مسلماں کا لہو
جس نے بخشا گل و لالہ کو شباب اے ساقی

درِ میخانۂ یعقوبؑ سے آتی ہے صدا
تیرے مستوں پہ ہوا بند یہ باب اے ساقی

شور ہے مسجدِ اقصیٰ کے نگہبانوں میں
بھیج دے حیدرِ کرّار کو میدانوں میں

Marfat.com

چشمہ اور سمندر

وکٹر ہیوگو کی ایک نظم کا ترجمہ

فرانسیسی سے اُردو میں

ایک چشمہ قطرہ قطرہ پتھروں سے پھوٹ کر
گر رہا تھا بحر میں اپنے وطن سے چھوٹ کر
دیکھ کر اُس کو سمندر نے حقارت سے کہا
اپنی بدبختی پہ رو کر مانگتا ہے مجھ سے کیا؟
میں ہوں اک خوفِ مجسّم، ایک طوفانِ بلا
دیکھ! گردوں کے کنارے تک ہے، میری انتہا
میں ہوں بحرِ بیکراں عالم میں ہر سُو میرا راج
مجھ کو ہو سکتی ہے کیا دنیا میں تیری احتیاج

○

Marfat.com

اس تعلّی پہ تُرشرو ہو کے چشمے نے کہا

اے سمندر! تیرا یہ غرّہ نہیں ہرگز بجا

تو مرے لطف و کرم اور میری خاموشی کو دیکھ!

اپنے بیجا ناز اور احساں فراموشی کو دیکھ

مانتا ہوں ہر طرف دنیا میں تیرا راج ہے

تو مرے ایک ایک قطرے کا مگر محتاج ہے

Marfat.com

مرگِ آرزو

(گوتی اے کی فرانسیسی نظم کا اردو ترجمہ)

جھیل سے کچھ فاصلے پر چشمۂ آبِ رواں
بہہ رہا تھا بن کے نالہ پتھروں کے درمیاں
جی میں کہتا تھا کہ جب زیرِ زمیں تھا میرا گھر
رنگ تھا میرا سیہ، پوشیدہ تھے میرے ہنر
اب مرا پانی ہے نیلا میری رنگت ہے حسیں
دیکھتا ہے میرے آئینے میں منہ چہرِ بریں
فارگیٹ می ناٹ[1] کے خوش رنگ نیلے نیلے پھول
کہتے ہیں مجھ سے کہ اے پیارے نہ جانا ہم کو بھول
تتلیاں رہتی ہیں رقصاں میرے آئینے کے پاس
میرے پیالے سے بجھاتے ہیں پرندے اپنی پیاس

---

[1] Forget me not

Marfat.com

رفتہ رفتہ ایک دن بن جاؤں گا جوئے رواں
میرے پانی سے کریں گی غسل لاکھوں وادیاں

کشتیوں کو دوش موجوں میں لیجاؤں گا میں
منزلِ مقصود تک انساں کو پہنچاؤں گا میں

جگمگائیں گے مری آغوش میں لاکھوں حباب
ضَو فشاں جب اُن میں ہوگا عکسِ روئے آفتاب

مست چشمے کے تبسّم سے ٹپکتا تھا شباب
تھے نظر کے سامنے رنگین امیدوں کے خواب

شور سے نالے کے تھا جوشِ تمنا آشکار
موجِ مضطر سینۂ شفّاف میں تھی بیقرار

مہد سے پہنچی لحد تک زندگی کی داستاں
ہوگیا چشمے کا مستقبل سراسر بے نشاں

یعنی آبِ نیلگوں کی راہ میں جھیل آگئی
نوجواں چشمے کے دل کی آرزو کو کھا گئی

Marfat.com

کاکس بازار

تعالیٰ اللہ بہار کاکس بازار — پئے سودا دل و دیں را خریدار

زمینش اہلِ دل را قبلہ آرا — بپایش بحر ہر دم سجدہ فرسا

دلِ گم کردہ منزل را امکانے — جنونِ عشق ساماں را جہانے

گل و نسریں نثارِ خاکِ کویش — بہارِ بزمِ ہستی رنگ و بویش

زہے رنگ پریرویانِ بنگال

خہے بوئے سمن بویانِ بنگال

کاکس بازار۔ مشرقی پاکستان
(۲۵ مارچ ۱۹۶۶ء)

Marfat.com

جواب مکتوب

بنام آقائے دکتر زرین کوب استاد دانشگاہ طہران

اے ادیبِ شہیرِ ملکِ عجم — عزّت و آبروے دولتِ جم
فخرِ دانشورانِ طہرانی — شرفِ دودۂ خراسانی
مانیٔ نقشِ زرنگارِ ادب — بانیٔ خطِ رہگذارِ ادب
پرچم آرائے جاہ و سطوتِ علم — گوہر آمائے تاجِ عزتِ علم
تازہ از تو فسانۂ جم و کے — کشتیٔ شعرِ تو چو کشتیٔ مے
مئے شعرِ تو بادۂ الہام — بادۂ تو ز جامِ مرشدِ جام (رح)
در سطورِ کلامِ تو مسطور — جشنِ نیرِ ذرہ ہائے نیشاپور
لفظِ تو ہمچو لعلِ نورانی — لعلِ تو در صفت بدخشانی
نظمِ تو چادرِ خراسانی — نثرِ تو سرمۂ صفاہانی

یاد آں شب کہ شد ز فیضِ قدوم — منعقد محفلِ نجومِ علوم

Marfat.com

از خمستانِ بو علی سینا — ساقی آورد ساغر و مینا
آمد از باغِ بلبلِ شیراز — سنبل و لالہ و گلِ شیراز
کلبۂ ما از رخت منوّر شد — از شمیمِ تو جانِ معطر شد
اے سراپا جمال، اے محبوب! — اے طبیبِ قلوب، زہے خوب

اے کہ بودی تو جانِ محفلِ ما
خانۂ تست گوشۂ دلِ ما

لاہور ۳۰ اپریل ۱۹۶۴ء

خیر مقدم

"شعر و حکمت" کی اشاعت کے بعد برصغیر پاک و ہند کے بلند پایہ نقادوں اور موقر رسائل و جرائد نے اس پر جو گراں قدر تبصرے فرمائے تھے ذیل میں ان کے کچھ اقتباسات درج کئے جاتے ہیں۔

○

نقادانِ فن کے تاثرات

ڈاکٹر سید محمد عبداللہ صاحب پرنسپل اورئینٹل کالج لاہور

حضرت نیر اپنے میلان کے اعتبار سے ایک رومانی شاعر ہیں۔ اور ان کی شاعری ایک لحاظ سے مشاہدات و واقعات کی شاعری ہے جس میں کاغان سے لیکر کراچی تک وہ پاکستان سے لیکر مغرب کے ممالک تک ہر مناسب موقع کے تاثرات کو شاعری کے قالب میں ڈھال دیا گیا ہے۔

نیر کی شاعری اس لحاظ سے ایک حیثیت کی مالک ہے کہ اس میں بہت سے رومانیوں کے مقابلے میں زندگی زیادہ ہے۔ نیر کی نظموں میں حریت اور آزادی کے جو احساسات ملتے ہیں ان سے ان کے کردار کے انفرادی نقوش بھی نمایاں ہیں۔ اور عقیدت اور محبت ان کا خاص رنگ ہے جو ان کی نظموں اور غزلوں میں یکساں ابھرتا دکھائی دیتا ہے۔

جناب نواب جعفر علی خاں صاحب اثر لکھنوی

"شعر و حکمت" کا تحفہ میرے لئے باعثِ فخر ہے۔ سبحان اللہ

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم　　کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

Marfat.com

کتاب بھر میں موضوع کوئی بھی ہو آمد ہی آمد ہے۔ آورد نام کو نہیں۔ شاعری اسی کو کہتے ہیں۔ کلام کی ندرت اور شگفتہ نگاری و غدوبت قدم قدم پر وجد کا عالم طاری کرتی ہے۔ اِدھر کلام کی اشاریت ایک دنیائے معانی کی سیر کراتی ہے ع

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

"شعر و حکمۃ" ان کوتاہ بینوں کا دنداں شکن جواب ہے جو کہتے ہیں کہ اردو شاعری انحطاط پذیر ہے۔

○

اَدبی مجلّات و رسائل کی آرار

○ ہفت روزہ "لیل و نہار" لاہور "شعر و حکمۃ" کے شاعر حکیم نیّر واسطی ادبِ دوست حلقوں میں خاصے معروف ہیں۔ آپ کی نظمیں بڑی جامع، مؤثر اور پاکیزہ ہیں جو مضامینِ حسن و عشق، مظاہرِ فطرت اور لطیف انسانی جذبات کی عکاسی کرتی ہیں۔ غزلوں میں نیّر واسطی نے الفاظ کی نشست۔ تراکیب کی سجاوٹ اور بیان کی تمام نزاکتوں کو ملحوظ رکھا ہے اور وہ غزل کی روایات کے بڑے مزاج داں ہیں۔"

○ اورینٹل کالج میگزین لاہور

"شعر و حکمۃ" حکیم نیّر واسطی کی نظموں اور غزلوں کا مجموعہ ہے۔ نام کی ندرت موزونیت سے رشتہ بدامن ہے۔ حکیم صاحب شعراء کے اس قبیلے سے متعلق ہیں جو طب اور شاعری کو ہم رشتہ کرتے رہے ہیں اور زمانے نے شاعری اور حکمۃ دونوں میں ان کی انفرادیت کو تسلیم کیا ہے۔ واقعات و مقامات سے دلبستگی جو زندگی سے محبت کی علامت ہے ان کو واقعات کا شاعر قرار دیتی ہے اور شعر و حکمۃ کا مقدمہ صحیح معنیٰ میں تصنیف را مصنف نیکو کند بیاں کا مصداق ہے۔"

○ ماہنامہ "آج کل" دہلی

"حکیم نیّر واسطی نظم ہو یا غزل فن کی پختگی کو کہیں نہیں چھوڑتے۔" محرابِ حرم" کے عنوان سے متعلق بہت اچھی نظمیں اور نعتیں ہیں۔ نیّر ہی کا ایک شعر کلامِ نیّر کی بہترین

Marfat.com

داد ہے کہ ؎

تو روحِ قدس کا ہمنوا ہے   نیرؔ تری شاعری کی کیا بات

○ ہفت روزہ "چٹان" لاہور

"حکیم نیرؔ واسطی نے ایک طبیب کے طور پر جو نام پایا اور جس بلندی پر پہنچے اس کے تذکرہ کا یہ محل نہیں۔ یہ بات خوفِ تردید کے بغیر کہی جا سکتی ہے کہ انہیں اپنے فن میں کمال حاصل ہے۔ وہ اپنے فن کے لئے سرمایۂ فخر ہیں مگر ان کا ادبی ذوق بھی ایک خاص مقام پر نکھر چکا ہے

حکیم صاحب کا کلام جب پہلے پہل ادبی صحائف و رسائل میں شائع ہؤا تو لوگوں کو تعجب ہؤا کہ جو شخص تمام عمر طبی مشاغل میں مصروف رہا ہو ایسے اشعار کیسے کہہ لیتا ہے۔ جن میں رمِ آہو بھی ہے اور جوانی کی خوشبو بھی۔

شعر و حکمت میں نیرؔ واسطی آخر شیرانی مرحوم سے قدم ملا کے چلتے ہیں جس کا انہیں خود اعتراف ہے۔ ان کی بینائے سخن میں ہر طرح کی شراب موجود ہے نظم کو نظم کی سطح پر رکھتے اور غزل کو غزل کے مقام سے صدا دیتے ہیں۔ قومی نظمیں لکھتے وقت ان کا لہجہ بالکل اقبالؒ، ظفر علیؒ، حالیؒ اور شبلیؒ کا سا ہو جاتا ہے اور جب کسی دوست کا مرثیہ لکھتے ہیں تو اس میں واضح طور پر آنسوؤں کا عکس دکھائی دیتا ہے۔

صبحِ بنارس، کاغان کے نظارے، مری، بار دیگر، ہائے کراچی، بنانِ لبنان شامِ دمشق، بار گریٹ، وادئ نیس نہایت موثر اور دلگداز نظمیں ہیں جن کے مطالعہ سے آپ کے فنی کمال کا اندازہ ہوتا ہے، رہا زبان کا معاملہ اور بیان کا مسئلہ، تو یہ گویا ان کے ہاتھ کی چھڑی اور جیب کی گھڑی ہیں"

○ ہفت روزہ "قندیل" لاہور

"شعر و حکمت کے مصنف حکیم نیرؔ واسطی کا شمار ملک کے بلند پایہ شعراء میں ہوتا ہے۔ آپ نے اپنی کتاب شعر و حکمت کے دیباچہ میں "حکایت جنوں" کے زیر عنوان قریب نصف صدی کے شعری ادب کی تاریخ سمو دی ہے۔ آخری حصہ غزلیات پر مشتمل ہے جو حکیم صاحب کی شاعرانہ عظمت اور شعری بلوغت کا پتہ دیتی ہیں، یہ کتاب ہمارے اردو ادب میں ایک قابلِ قدر

Marfat.com

اضافہ ہے۔ شعر و حکمۃ حکیم نیّر واسطی کی ایک منظوم زندگی ہے۔ ایسی زندگی جسے خود حکیم صاحب نے مختلف حادثوں کی تخلیق کہا ہے۔"

○ ماہنامہ "بانگِ سحر" سیالکوٹ

جناب منظور احمد صاحب بھٹی نے "بانگ سحر" میں شعر و حکمۃ پر تقریباً پانچ صفحات میں تبصرہ سپردِ قلم فرمایا ہے جس میں آپ رقمطراز ہیں کہ :۔ "حکیم نیّر واسطی اس دور کے جانے پہچانے شاعر ہیں اور ان کی شاعری ادبِ جدید و قدیم کے امتزاج کا حسین مجموعہ ہے اور ان کی کتاب شعر و حکمۃ ہمارے شعری ادب میں ایک حسین اضافہ ہے جسے انتہائی خوبصورت انداز میں پیش کیا گیا ہے۔"

○ مجلہ معاشرتی بہبود لاہور

جناب پیام صاحب شاہجہانپوری مدیر معاشرتی بہبود نے تقریباً تین صفحات میں شعر و حکمۃ پر تبصرہ فرمایا ہے جس میں آپ لکھتے ہیں کہ :۔ "ہمارے ملک کے مشہور طبیب حکیم نیّر واسطی طب العرب اور ترکی نظامِ طب کی تاریخ جیسی بلند پایہ کتابوں کے مصنف ہونے کی حیثیت سے ملک کے علمی اور ادبی حلقوں میں پہلے سے ممتاز تھے ہی۔ اب شعر و حکمۃ کی اشاعت کے بعد عام قارئین بھی آپ کی شاعرانہ اور ادبی عظمت سے روشناس ہوں گے۔

شعر و حکمۃ کا ایک اہم باب اس کتاب کا مقدمہ ہے جس سے حکیم صاحب کی شاعری کا سارا پس منظر نظر کے سامنے آجاتا ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ مقدمہ ان کی زندگی کے حالات پر مشتمل ہونے اور ان کی شاعری کے پس منظر کی نشاندہی کرنے کے ساتھ ساتھ غیر منقسم ہندوستان کے چالیس سالہ ادبی اور تہذیبی دور کی تاریخی دستاویز بھی ہے جسے انہوں نے مزے لے لے کر بیان کیا ہے۔

"محرابِ حرم" کے زیرِ عنوان نیّر واسطی کی نعتیں اور نظمیں دیکھنے کے بعد اس امر کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ انہوں نے ضعفِ شعر کے جملہ لوازمات اور رکھ رکھاؤ کے ساتھ بارگاہِ رسالت میں ہدیۂ نیاز پیش کیا ہے۔ یادِ رفتگاں، تیرِ نیمکش اور اشارات کے زیرِ عنوان نظموں کو دیکھ کر جن کا تعلق زیادہ تر وارداتِ قلب اور لطیف احساسات سے ہے قطعی طور پر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ حکیم صاحب

Marfat.com

ممدوح اس رومانی اسکول کے بانیوں میں سے ہیں جس کی بنیاد اختر شیرانی کے ہاتھوں رکھی گئی تھی۔ اور جس کی بنیاد رکھنے میں حکیم صاحب ممدوح نے اپنے فن کے ذریعہ ان کا پوری طرح ہاتھ بٹایا۔

رومانی نظموں میں "مری" اور "ہائے کراچی" خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔ یہ نظمیں جوشِ بیان کے اعتبار سے زندۂ جاوید رہیں گی۔ "حکایت لذیذ" میں "نذرِ مارگریٹ" اردو ادب کا بیش قیمت سرمایہ ہے اور شہر غزل کا ہر شعر ایک مرصع غزل اور احساسات کی شدت کا آئینہ دار ہے"

○ ماہنامہ "شمع ادب" سلطان پور (یو۔پی)

جو حضرت فراق گورکھپوری کی زیرِ سرپرستی سلطان پور سے نکلتا ہے لکھتا ہے کہ "چونکہ نیّر واسطی کے پہلو میں شاعر کا دل دھڑکتا ہے اس لئے وہ زندگی کے ہر نشیب و فراز اور وقت کے ہر تار چڑھاؤ سے بہت جلد متاثر نظر آتے ہیں۔ آپ کی کتاب شعر و حکمت کی نظموں میں عام طور پر حقیقت پسندی اور واقعات نگاری کی ایسی جھلک پائی جاتی ہے جس میں مصنف کا ایک مخصوص رنگ دکھائی دیتا ہے۔ اس مخصوص رنگ کے اجزائے ترکیبی اختر۔ اقبال اور جوش ہیں۔ شاعر کی فطری ذہانت اور شاعرانہ جودت نے اس حسین امتزاج سے اپنے لئے ایک منفرد رنگ بنانے کی کوشش کی ہے جو یقیناً قابلِ داد ہے۔"

○ ماہنامہ "تجلی" دیوبند

جناب نیّر واسطی ایک جانے پہچانے کہنہ مشق شاعر ہیں اور ان کا مجموعۂ کلام شعر و حکمت، شعر و ادب کے خزانے میں ایک وقیع اور قابلِ قدر اضافہ ہے۔ اس کا مقدمہ "حکایت جنوں" کے عنوان سے شاعر کی زندگی کا پورا خاکہ پیش کرتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مبتدیانہ شاعری بھی بڑی حد تک خامیوں سے پاک رہی ہے۔

نیّر صاحب کی شاعری سنجیدگی اور شوخی کا ایک خوبصورت سنگم ہے جس میں ان کی پختہ کلامی کے خدوخال نظر آتے ہیں۔ رومان ان کی طبیعت کا خاص رجحان ہے اور اس کی جھلکیاں ان کے یہاں قدم قدم پر ملتی ہیں۔ حسن اور نغمگی، نکھار اور رچاؤ فن اور معنویت

Marfat.com

سبھی کچھ ہے ان کے کلام ہیں۔ اور حاصلِ تبصرہ یہ ہے کہ شعر و حکمت کا وقیع و بیش قیمت ہونا بے ریب ہے اور نیّر صاحب بالیقین اچھے شاعر ہیں۔"

○ ماہنامہ "تعمیرِ انسانیت" لاہور

نیّر صاحب ملک کے مشہور طبیب اور بلند پایہ شاعر ہیں اور آپ کی کتاب شعر و حکمۃ کا مقدمہ بیحد دلچسپ اور نثر نگاری کا اعلیٰ نمونہ ہے اور آپ کے کلام میں نہایت روانی دلکشی اور منظر کشی پائی جاتی ہے"

○ ماہنامہ "فاران" کراچی

جناب حکیم نیّر واسطی کی شخصیت گوناگوں خوبیوں کی حامل ہے وہ عربی کے عالم ہیں، طبیب حاذق ہیں۔ عربی۔ فارسی اور انگریزی کے علاوہ ترکی بھی جانتے ہیں۔ طبّ العرب کے مؤلف و مترجم ہیں اور ساتھ ہی ایک نغز گو شاعر بھی ہیں۔ اپنے اس مجموعۂ کلام کا مقدمہ خود آپ نے لکھا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان میں نثر نگاری کی بڑی اچھی صلاحیت موجود ہے۔ اپنے حالات خود اپنے قلم سے لکھنا بہت ہی مشکل اور نازک مرحلہ ہے مگر نیّر صاحب نے اس منزل کو بڑی خوبی سے سر کیا ہے۔

حکیم نیّر واسطی کی رومانی نظموں میں خاصی روانی اور دلکشی پائی جاتی ہے۔ مناظر کی عکاسی بھی انہوں نے بہت خوب کی ہے۔ جس وادی میں ان کا نوسنِ خیال نکل گیا ہے، پھول بکھیرتا ہوا گیا ہے اس کے برخلاف قومی نظموں میں سنجیدگی اور تقدیسِ فکر جھلکتی ہے۔"

○ ماہنامہ "مہرِ نیمروز" کراچی

"حضرتِ نیّر طبیب بھی ہیں اور شاعر بھی۔ ادیب بھی ہیں اور سیّاح بھی۔ شعر و حکمۃ کے شروع میں جو مقدمہ آپ نے لکھا ہے وہ ان کی زندگی کی بڑی رواں دواں اور دلکش کہانی ہے۔ شعر و حکمۃ کی بہت سی نظمیں وقتی حوادث و واقعات پر مبنی ہیں لیکن کہنہ مشقی، ریاضت اور اصولِ فن کا یہی تو کمال ہے کہ وقتی حوادث و واقعات بھی کیف جاودانی کے رنگ میں رنگ جاتے ہیں۔

آج کل فطری شاعر کی اصطلاح نے یہ خیال عام کر دیا ہے کہ فطری شاعر کو کسی تعلیم و تربیت اور مشق و ریاضت کی ضرورت نہیں۔ ایسے لوگوں کو شعر و حکمۃ سے فائدہ پہنچے گا کہ دل کی باتیں لطافت کے ساتھ کس کس طرح بیان کی جا سکتی ہیں۔ دورِ جدید کے طوفان میں حضرتِ نیّر نے

Marfat.com

شعروحکمۃ کی زبان وادا کو بڑی کامیاب حد تک لطافت کے ساتھ محفوظ رکھا ہے۔ ان کے کلام میں کیف واثر کا اصل راز یہی ہے۔"

○ ماہنامہ "سب رس" حیدرآباد دکن

"شعروحکمۃ کا مقدمہ کافی پرلطف اور معلومات آفریں ہے نظمیں موقعی ہیں جن میں سے اکثر کی شانِ نزول شاعر نے مقدمہ میں دے دی ہے۔ مقدمہ پڑھنے کے بعد اگر نظم پڑھی جائے تو اس کا لطف دوبالا ہوجاتا ہے بلحاظ زبان وبیان نیّر صاحب میں پختگی ہے۔"

○ ماہنامہ "مسلمہ" لاہور

"شعروحکمۃ" کے ابتدائی صفحات میں حکیم صاحب نے اپنے شاعرانہ ذوق کی تدریجی نشوونما کی دلکش کہانی بیان کی ہے جو قاری کو نصف صدی کی سیاسی، سماجی اور ادبی تحریکات کی جھلک دکھاتی ہے اور اس کے بعد جو دلکش اور حسین نظمیں اور غزلیں درج ہیں وہ تمام تر ایک بلند پایہ شاعر کے نکھرے ہوئے ذوق کا عکسِ جمیل ہیں۔"

○ ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور

"جناب حکیم نیّر واسطی جہاں بہت اچھے طبیب اور ماہر فن معالج ہیں وہاں بلند پایہ ادیب اور اونچے درجہ کے شاعر بھی ہیں شعروحکمۃ ان کا دلآویز مجموعۂ کلام ہے جس کا ہر شعر ایک دلچسپ داستان ہے۔"

○ ہفت روزہ "تنویر" پشاور

"جناب نیّر واسطی پیشہ ورانہ اعتبار سے تو ایک طبیب کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن درویشانہ طبع اور شعری ذوق نے ان کی علمی دلچسپیوں کی راہ میں پیشہ ورانہ مصروفیات کو حائل نہیں ہونے دیا۔ ان کے کلام کے پورے مجموعہ میں جو نظمیں قاری کو سب سے زیادہ متاثر کرتی ہیں وہ انہوں نے "یادِ رفتگاں" اور "حکایتِ لذیذ" کے زیرِ عنوان لکھی ہیں انہیں مجموعہ کی بہترین نظمیں قرار دیا جاسکتا ہے۔ دمشق۔ بغداد۔ بیروت۔ پیرس وغیرہ پر لکھی گئی نظمیں بھی بہت خوب ہیں۔"

○ ہفت روزہ "ایشیا" لاہور

"حکیم نیّر واسطی کے متعلق یہ تو معلوم تھا کہ وہ نہ صرف ایک نباض طبیب ہیں بلکہ شاعر بھی ہیں اور ان کی جو نظمیں یا غزلیں وقتاً فوقتاً اخبارات ورسائل میں نکلتی رہتی ہیں اس سے

Marfat.com

کے ذوقِ سخن کا علم تھا لیکن شعر و حکمۃ میں ان کی شاعری کے پورے انداز سامنے آجانے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک کامل الفن شاعر بھی ہیں۔ ان کے کلام میں خواہ وہ نظم کی صورت میں ہو یا غزل کی صنف میں، فن اپنے پورے لوازم کے ساتھ موجود ہے۔ صنائع۔ بدائع اور فنی لطافت کا اتنا اہتمام مولانا ظفر علی خاں کے بعد حکیم صاحب کے کلام ہی میں ملا۔ قاعدہ یہ ہے کہ مطالب کی باریکی عبارت کی رنگینی، شوکتِ الفاظ، صحتِ محاورہ اور فنی لوازم کا اہتمام ایک جگہ جمع نہیں ہوتا یا بہت کم جمع ہوتا ہے۔ حکیم صاحب کے کلام میں یہ سب چیزیں موجود ہیں۔ بلاشبہ شعر و حکمۃ اردو ادب میں ایک قابلِ قدر اضافہ ہے۔"

○ ہفت روزہ "وفاق" لائل پور

نیّر واسطی ماہر فن طب کی حیثیت سے تو جانی پہچانی شخصیت ہیں ہی، علم و ادب کی دنیا میں بھی بڑا ممتاز مقام رکھتے ہیں اور بلاشبہ آپ شعر و حکمۃ ہر دو میدانوں کے شہسوار ہیں۔ حکیم نیّر واسطی کا کلام آج کل کے ترقی پسند شاعروں کے کلام کی عریانی سے مبرا ہونے کے ساتھ ساتھ فنی اعتبار سے بھی نہایت بلند ہے۔"

○ پندرہ روزہ "مسیحا" بمبئی

"گیسوئے اردو کے سنوارنے میں اطباء کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ ہر دور میں اردو کے چوٹی کے شعراء میں کوئی نہ کوئی طبیب نظر آئے گا جس نے ادب اردو میں لازوال شہرت حاصل کی ہے۔ حکیم نیّر واسطی نہ صرف ایک اعلیٰ درجہ کے طبیب، اچھے مصنف اور ایک ممتاز محقق ہیں بلکہ ان کے تازہ مجموعۂ کلام شعر و حکمۃ کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ وہ ایک خوش فکر اور قادر الکلام شاعر بھی ہیں اور ان کے کلام میں پاکیزگی اور نفاست کے ساتھ بڑی پختگی اور گہرائی پائی جاتی ہے۔"

○ ہفت روزہ "کوہسار" بھوں۔

"اس تاریخی حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ادب و طب یا شعر و حکمۃ کا عہد قدیم سے چولی اور دامن کا ساتھ رہا ہے۔ حکیم نیّر واسطی جن کی طبی قابلیت کی شہرت ہندو پاکستان سے گزر کر بیرونی ممالک سے بھی دادِ تحسین حاصل کر چکی ہے۔ شعر و ادب میں بھی وہی بلند مقام رکھتے ہیں جو انہیں طب میں حاصل ہے اور آپ کی تازہ تصنیف اس پر شاہدِ عدل ہے۔"

Marfat.com

○ "آزاد ہند" کلکتہ

شعر و حکمۃ مجموعۂ کلام ہے حکیم نیّر واسطی کا جو شاعرِ رومان اختر شیرانی مرحوم کے ان احباب میں سے ہیں جنہیں بجا طور پر خلوتی راز کہا جا سکتا ہے۔ نیّر واسطی لاہور کی دلنواز صبحوں اور نظر نواز شاموں کے درمیان زندگی کا اتنا طویل وقفہ گزار چکے ہیں کہ ان کے ذہن و قلم پر ماحول کی جمال آفرینیوں اور سحر طرازیوں کا اثر لازمی ہے۔

شعر و حکمۃ میں غزلیں بھی ہیں اور نظمیں بھی اور متعدد نظمیں مذہبی جذبات و عقائد کی حامل بھی ہیں لیکن ان کی تخلیقات کا وہ خصوصی وصف جو پنجاب کے رومان پرور ماحول اور شاعرِ رومان کی قربت و رفاقت کا نتیجہ ہو سکتا ہے ہر جگہ نمایاں ہے اور اس کے ساتھ ہی ان کے فکر و فن کی انفرادی تابناکیاں بھی پورے طور پر بے نقاب نظر آتی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ان کی بالغ نظری اور قدرتِ بیان کے فسوں کار توازن نے کتاب کے نام کا بھرم قائم رکھتے ہوئے شعر و حکمۃ کا ایسا دلکش امتزاج پیش کیا ہے جو دل و دماغ دونوں کے لئے سرمایۂ نشاط ہے۔ نیّر واسطی کے لب و لہجہ میں بڑا تیکھا پن ہے۔ ایک ایسی سرور آفریں خلش کارفرما ہے جو دلِ گداز کا عطیہ ہوتی ہے۔ ان کے کلام میں رندی و مستی کی جھلکیاں ضرور ہیں مگر جذبات کی طہارت و پاکیزگی نے حدِ ادب کو کہیں بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔"

○ "مدینہ" بجنور (یو۔پی)

مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں کہ "یہ حسنِ اتفاق ہے کہ نیّر واسطی کا مطبوعہ کلام شعر و حکمۃ کی صورت میں میرے ہاتھوں میں ہے۔ وہ میرے ہموطن اور ہم استاد ہیں اور ان کا مقام آج محفلِ ادب ہے اور میری جگہ بورڈنگ خانقاہ۔ بایں ہمہ ان کا کلام میرے لئے سبزۂ بیگانہ نہیں جسے صرصرِ نسیاں کی نذر کر دیا جائے۔

مقدمہ شعر و حکمۃ میں ادب و جنوں بیک وقت دست و گریباں ہیں اور شعر و حکمۃ میں مضمون نظمیں اور مبوّب غزلیں دریا بکوزہ ہیں۔ آپ کا یہ تقیید شعر ؎

جو مسیحیوں کو لبھا گئی جو کلیمیوں کو لٹا گئی وہ عجب نسیمِ بہار تھی جو چلی عرب کے دیار میں

نہ معلوم کتنے دنوں تک محراب و منبر کی محفلوں کو گرمائے گا شعر و حکمۃ کے تمام اشعار معیاری ہیں اور رہبت آمیز ہیں"

Marfat.com

اخبارات کے تبصرے

○ روزنامہ "امروز" لاہور ——— "حکیم نیّر واسطی ایک ماہر طبیب ہی نہیں اچھے شاعر بھی ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ ان کی عمومی شہرت کا سبب ان کی طبابت ہے لیکن شعروادب سے دلچسپی رکھنے والے افراد کی نظر سے ان کی ادبی حیثیت پوشیدہ نہیں ہے۔

ایک ناقد ادب کے لئے اس اعتراف کے بغیر چارہ نہیں کہ انہوں نے جو کچھ کہا ہے وہ زبان و بیان اور خیال و فکر کے اعتبار سے لائقِ داد ہے۔ شعر و حکمۃ کی اشاعت اس اعتبار سے بھی خوش آئند ہے کہ یہ ایک منجھے ہوئے شاعر کو (اگرچہ تاخیر سے سہی) مشتاقانِ ادب کے وسیع تر حلقے سے روشناس کرانے کا موجب ہو گی۔ یہ مجموعۂ کلام یقیناً دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔"

○ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور

"شعر و حکمۃ حکیم نیّر واسطی صاحب کی کلیات کا مجموعہ ہے اور اسم بامسمّیٰ۔ اس میں قومی و ملّی نظمیں بھی ہیں اور رومانی شاہکار بھی۔ یہ زمانہ پروپاگنڈا کا ہے اور حکیم صاحب اپنے ادبی پروپاگنڈے کی طرف سے غافل رہے ہیں ورنہ ان کا کلام اچھے اچھے معروف شاعروں کے کلام سے بہتر درخشندہ تر ہے۔"

○ روزنامہ "آفاق" لاہور

"حکیم نیّر واسطی کا نام محتاجِ تعارف نہیں۔ ہمارے معاشرہ میں جن بعض پیشوں کو تہذیبی زندگی سے خاص ربط رہا ہے ان میں ایک طب کا پیشہ ہے۔ ہماری تاریخ میں ایسے ——— اطباء گزرے ہیں جو اپنے فن میں طاق ہونے کے ساتھ ساتھ تہذیبی زندگی میں بھی مساوی طور پر حصہ لیتے رہے ہیں اور شعر و سخن اور عملی سرگرمیوں سے ان کا مخصوص تعلق رہا ہے۔ ہمارے نیّر واسطی ہمارے معاشرے کی اسی قابلِ قدر روایت کی کڑی ہیں۔ وہ ایک لائق طبیب کی تو شہرت رکھتے ہی ہیں۔ ساتھ ہی شعر و سخن سے بھی ان کا عشق مشہور ہے۔ حال ہی میں "شعر و حکمۃ" کے نام سے انہوں نے اپنے کلام کا جو مجموعہ شائع کیا ہے اس میں ان کی شخصیت کے یہ تمام پہلو اجاگر ہو کر سامنے آ گئے ہیں۔ حکیم صاحب کی نظمیں ان کی حساس طبیعت کی غمّاز ہیں۔ وہ

Marfat.com

وقتاً فوقتاً مختلف واقعات سے متاثر ہوئے ہیں جن کو انہوں نے پورے رکھ رکھاؤ کے ساتھ نظم کا جامہ پہنا دیا ہے۔"

روزنامہ "پاسبان" ڈھاکہ

○ "نیّر واسطی شعر و ادب سے تعلق رکھنے والے حلقے میں خاص مقام رکھتے ہیں۔ پاکستان اور ہندوستان میں ان کی رومانی نظمیں کافی مقبولیت حاصل کر چکی ہیں منظر کشی میں انہوں نے جو کمال پیدا کیا ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ ایک زمانہ میں ان کا کلام "عالمگیر" میں شائع ہوتا تھا تو لوگ بڑی دلچسپی سے مطالعہ کرتے تھے۔ راقم الحروف نیّر واسطی کو اسی زمانہ سے جانتا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد یہ پتہ چلا کہ نیّر صاحب نہ صرف ایک کامیاب شاعر بلکہ ایک کامیاب طبیب بھی ہیں۔

نیّر صاحب کے کلام کا مجموعہ بہت پہلے شائع ہونا چاہیئے تھا مگر دیر آید درست آید کے مقولہ کے مطابق اگر اب شائع ہوا ہے تو اچھا ہی ہوا ہے کیونکہ اس میں کئی نئی چیزیں شامل ہو چکی ہیں اور نیّر صاحب اپنے پورے اندازِ شاعری کے ساتھ سامنے آگئے ہیں۔

نیّر صاحب کے کلام میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو ایک کامل الفن شاعر کے کلام میں پائی جاتی ہیں۔ شعر و حکمۃ کا مقدمہ انہوں نے نثر میں خود لکھا ہے اور اس کتاب میں زیادہ تر انہوں نے نظمیں لکھی ہیں مگر نظم ہو یا نثر دونوں شاعرانہ خوبیوں سے بھرپور ہیں۔ رومان، رنگینی اور شوخی میں نیّر واسطی کا کلام صفِ اوّل میں جگہ پانے کا مستحق ہے۔ ہم اسے اردو ادب میں ایک گراں قدر اضافہ سمجھتے ہیں اور سفارش کرتے ہیں کہ ہر اہلِ علم کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔"

○ روزنامہ "تعمیر" راولپنڈی

"حکیم نیّر واسطی شعر و حکمۃ کی دنیا میں یکساں شہرت و عظمت رکھتے ہیں۔ ایک طرف ان کی انگلیاں کسی مایوس مریض کی نبض پر ہیں تو دوسری طرف ان کی فکرِ رسا معاشرے کے دل کی دھڑکنوں کو شمار کر رہی ہے۔ ان کے اشعار اور ان کی نظمیں ان کے بھرپور مطالعہ اور گہرے تاثرات کی حامل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ جس رنگ میں اور جس اسلوب سے بھی بات

Marfat.com

کرتے ہیں۔ ان کی بات دل کی گہرائیوں میں اترتی چلی جاتی ہے۔ کہیں وہ محفلِ ادب کے لیے رنگِ تغزل پیش کرتے ہیں تو مجلس صوفیاء کے لئے وجد و حال کا سامان۔ اور ہر مقام پر اور ہر جگہ ممتاز دکھائی دیتے ہیں۔ ہمیں توقع ہے کہ یہ مجموعہ اربابِ ذوق میں اپنا حقیقی مقام حاصل کرے گا۔"

○ ماہنامہ "معارف" اعظم گڈھ

پروفیسر نیر واسطی حاذق طبیب ہونے کے ساتھ علم و ادب کا بھی بلند مذاق رکھتے ہیں اور پختہ کار اہلِ قلم اور شاعر بھی ہیں۔ ان کا مجموعہ کلام "شعر و حکمت" صحیح معنیٰ میں اسم با مسمیٰ ہے ان کے کلام میں اقبال کی دانائی و سوز، ظفر علی خاں کے کلام کا شکوہ اور اختر شیرانی کی رومانیت کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ انہوں نے ہند و پاک کے ممتاز علماء و صلحاء کی صحبتیں بھی اٹھائی ہیں اور خود ان کی طبیعت میں بھی سوز و دردمندی ہے اس لئے اس کا اثر ان کے کلام میں بھی ہے۔ ان کی طبیعت کا رنگ سطحی رومانیت سے بلند ہے جس پر ان کا کلام شاہد ہے اور مختلف اصنافِ سخن میں ان کی قادر الکلامی اور حسنِ مذاق نمایاں ہے۔ مجموعہ کے شروع میں ایک دلچسپ مقدمہ ہے جو بجائے خود تصنیف کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ دونوں اصحابِ ذوق کے مطالعہ کے لائق ہیں۔

کتبہ محمد اعظم تلمیذ خطاطِ مشرق خلیفہ عبدالمجید پروین رقم لاہوری

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com